شاہ نصیر الدین گولڑوی کی شاہ اسمٰعیل دہلوی سے سبقت

از رشحات قلم

رئیس المحققین، امام المناظرین، استاذ الاساتذہ شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ ابوالحسنات

مولانا **محمد اشرف** صاحب سیالوی دامت برکاتہم العالیہ ومد ظلہ العالی

مہتمم

مدرسہ غوثیہ مہریہ منیر الاسلام کالج روڈ سرگودھا

ازالۃ الریب

عن

مقالۃ فتوح الغیب

شاہ نصیر الدین گولڑوی کی شاہ اسمٰعیل دہلوی سے سبقت

تصنیف وتالیف

رئیس المحققین، امام المناظرین، جامع المعقول والمنقول استاذ الاساتذہ
والعلماء عمدۃ الاذکیاء، شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ ابوالحسنات
مولانا محمد اشرف صاحب سیالوی دامت برکاتہم العالیہ ومدظلہ العالی

مرتب وناشر
کے بی آفتاب آفاقی

پتہ

مدرسہ غوثیہ مہریہ منیر الاسلام (بنگلہ نمبر 9) کالج روڈ، سرگودھا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

... گذارش احوال واقعی

الحمد للہ کتاب ہذا (ازالۃ الریب) کا پہلا ایڈیشن ہاتھوں ہاتھ لیا گیا، آئے دن اس کی مانگ میں اضافہ ہوتا گیا اور جلد ہی یعنی دو سے تین ماہ کے قلیل عرصہ میں ختم ہو کر اس نے مقبولیت کا ایک ریکارڈ قائم کر دیا اور دوسرے ایڈیشن کے لئے اصرار ہونے لگا۔ لیکن اس کی اشاعت میں بوجوہ تاخیر ہو گئی۔ ایک تو پہلے ایڈیشن میں جلدی کی وجہ سے کئی اغلاط رہ گئی تھیں ان کی تصحیح، دیگر مصروفیات کی وجہ سے عدیم الفرصتی، نیز پتہ چلا کہ اس کا جواب لکھا جا رہا ہے تو اس کا انتظار کیا کہ چھپ جائے تو اس کا جواب الجواب بھی ساتھ ہی شائع کر دیا جائے۔ اس کے بعد خود شاہ نصیر الدین صاحب سے سنا کہ اس کا جواب دیا جا رہا ہے اور بہت جلد چھپ جائے گا مگر ع ''اے بسا آرزو کہ خاک شد''، انتظار بسیار اور مدت مدید گذرنے کے بعد بھی ایسا نہ ہو سکا۔ اس دوران اور بھی کئی حالات وواقعات دیکھنے سننے میں آئے۔ ایک یہ کہ جناب پیر صاحب نے فرمایا کہ فلاں مولوی صاحب نے میری مخالفت کی تو اس کے ساتھ یہ ہوا اور فلاں نے مجھ سے ٹکر لی تو اس کے ساتھ وہ ہوا اب شیخ الحدیث صاحب میری مخالفت کر رہے ہیں تو ان کے ساتھ بھی ایسا ہو گا (یعنی اپنی کرامات بیان کیں)۔ یہ بھی سنا گیا کہ شاہ صاحب نے فرمایا کہ ہے کہ ایسے کئی شیخ الحدیث میری جیب میں ہیں اور کوئی مولوی میرے مقابل نہیں آ سکتا، اگر کوئی آئے تو میں اسے اپنی تمام جائیداد لکھ کر دینے کے لئے تیار ہوں۔ نیز یہ بھی فرمایا گیا کہ فاضل بریلوی میرے شاعر بھائی ہیں۔ اور یہ بھی سنا گیا کہ گوجر خان دوران تقریر کسی نے آپ سے سوال کیا کہ آپ ماسوی اللہ سے مانگنے اور ان سے استعانت کا رد فرماتے ہیں جبکہ آپ کی ایک نعت ہے جس میں مانگنے کی ترغیب ہی نہیں بلکہ اس پر زور دیا گیا ہے یعنی

ہیں آج وہ مائل بعطا اور بھی کچھ مانگ	اب تنگیٔ داماں پہ نہ جا اور بھی کچھ مانگ
ان لوگوں کی باتوں پہ نہ جا اور بھی کچھ مانگ	جن لوگوں کو شک ہے کہ کرم ان کا ہے محدود
یہ بحث نہ کر ہوش میں آ اور بھی کچھ مانگ	دے سکتے ہیں کیا کچھ وہ کیا دے نہیں سکتے

تو آپ نے فرمایا کہ یہ میرا عقیدہ ہے اور وہ میرا ذوق۔ اور بھی اس قسم کی کئی باتیں سنی۔ اسی دوران پیر زادہ صاحب کا مضمون ''اعانت واستعانت کی شرعی حیثیت'' اخبار میں نظر سے گذرا اور بعد میں معلوم ہوا کہ یہ آپ کی کتاب ''اعانت و استعانت کی شرعی حیثیت'' ہے جو قسط وار چھپ رہی ہے۔ سوچا کہ کتاب لے لیتے ہیں۔ بازار سے تو نہ ملی پھر گولڑہ شریف مکتبے پر لینے کے لئے گیا قیمت دریافت کی تو بتایا گیا کہ =/80 روپے۔ پوچھا یہ قیمت تو لکھی ہوئی ہے کچھ رعایت؟ کہنے لگے ایک پیسہ بھی کم نہیں۔

یہ سن کر حیرت ہوئی کہ اس پر زیادہ سے زیادہ 20/= روپے فی نسخہ لاگت آئی ہوگی یا حد 25/= روپے اس سے زیادہ ہرگز نہیں۔ چلو ڈبل قیمت یعنی 40/= یا 50/= روپے لے لیتے۔ یوں تو پیرزادہ صاحب لوگوں کو دنیا سے بے رغبتی کا درس دیتے اور اس پر بزرگوں بالخصوص اپنے آباء واجداد کا عمل بتاتے ہیں اور دوسروں کو دنیا دار ہونے کے طعنے بھی دیتے ہیں اور مزید برآں قول وفعل کے تضاد کو برا کہتے ہیں اور کردار پر زور دیتے ہیں مگر خود اس کے برعکس (اَتامرون الناس بالبر و تنسون انفسکم) اور اپنا کردار یہ کہ عام لوگوں سے بھی زیادہ دنیا کی رغبت، اس سے تو خالص توحید والے ڈاکٹر عثمانی ہی اچھے رہے جو توحید خالص کو لوگوں تک مفت پہنچاتے اور اپنی کتابوں کی کوئی قیمت وصول نہیں کرتے۔

جہاں تک کتاب ازالۃ الریب کے جواب دینے کا تعلق ہے تو یہ پیرزادہ صاحب کے بس کا روگ نہیں آپ نے اس کا کیا جواب دینا ہے ایک سال سے زیادہ عرصہ ہوگیا اس کتاب میں مطبوعہ مقالہ کو بطور خط بھیجے ہوئے جس کا آپ نے ابھی تک جواب نہ دیا۔ اس میں سے صرف ایک حصہ نقل کیا جسے اللہ کے فضل وکرم سے سمجھ ہی نہ سکے اور پھر جو اس کا جواب دیا وہ بھی لاجواب جو کہ کتاب ہذا میں مذکور ہے۔ اور اب بھی آپ نے اس کا اسی قسم کا ہی جواب دینا ہے ع ''بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا''۔ دعوے اتنے اور حالت یہ؟ (اور اب تو ان کی بے بسی کا یہ عالم ہے کہ آپ نے ایک جگہ تقریر میں فرمایا کہ اگر میرے نظریات شاہ اسمٰعیل جیسے ہیں تو کیا اس میں ان کا بل آیا ہے) اور پھر جب کتاب میں مناظرے کا چیلنج موجود ہے تو پھر جواب دینے کے تردد اور اس تکلف کی ضرورت ہی کیا ہے۔ بسم اللہ شریف پڑھ کر میدان میں تشریف لائیں۔ اور پیر صاحب نے جو اپنے حالات اور اپنی کرامات بیان فرمائی ہیں کہ فلاں نے میری مخالفت کی تو اس کے ساتھ یہ ہوا وغیرہ یہ بات راقم کو گولڑہ شریف میں کسی نے بتائی تو راقم نے اسے کہا کہ اگر یہی کمال ہے اور اسی کا نام کرامت ہے تو یہ راقم میں حضرت پیر صاحب سے کئی زیادہ ہیں اور ایسی کئی کرامتیں ہیں جن کے کئی لوگ بطور گواہ موجود ہیں۔ آپ کی یہ بات راقم نے ایک جگہ لوگوں کو سنائی تو وہاں ایک صاحب نے کہا کیا پیر صاحب کو کبھی کچھ نہیں ہوا؟ اگر ہوا تو وہ کس کی کرامت تھی؟

آپ کا یہ فرمانا کہ ایسے کئی شیخ الحدیث میری جیب میں ہیں اور یہ کہ کوئی مولوی میرے مقابل نہیں آسکتا اس کا تو پتہ چل گیا ہے انہی تعلیوں پر آپ کا گذارہ ہے۔ سچ ہے کہ جو گرجتے ہیں وہ ...... آپ نے اب تک کئی چیلنج کیئے اور آپ کو بھی چیلنج کیئے گئے جن کا کوئی خاطر خواہ نتیجہ برآمد نہیں ہوا اور ابھی تک معاملہ جوں کا توں ہے۔ ایک سال ہوگیا آپ کو مقالہ بھیجے ہوئے اور سات ماہ ہوگئے کتاب ہذا میں چیلنج چھپے ہوئے جسے آپ بغیر ڈکار ہضم فرماگئے۔ آپ نے حضرت شیخ الحدیث صاحب یا کسی اور سے کیا مناظرہ کرنا ہے۔ راقم ایک کم علم آدمی ہے جناب کی طرح اپنے آپ کو علامہ نہیں سمجھتا، حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کا ایک ادنیٰ شاگرد ہونے کی حیثیت سے آپ کو (آپ کی اپنی مرضی کی مقرر کردہ شرائط پر) تحریری مناظرے کا چیلنج کرتا ہے۔ اس طرح آپ میدان میں آنے سے بچ سکتے ہیں اور کسی (اپنے ہم مسلک [illegible] وغیرہ) سے استعانت بھی کر سکتے ہیں۔ اور (اگر ضرورت پڑی تو) ان شرائط کی صحت و

عدم صحت کا فیصلہ آپ کی مسلمہ شخصیات حضرت علامہ غلام رسول صاحب سعیدی اور حضرت علامہ عبدالحکیم شرف صاحب قادری، اور ان کے ساتھ جسے آپ پسند فرمادیں جیسے علامہ عبدالرزاق صاحب بھترالوی یا علامہ سید حسین الدین شاہ صاحب وغیرہ کرینگے اور جوابی کاپیوں پر بھی یہی حضرات حکم اور ثالث ہونگے۔ اور موضوع بھی آپ کا پسندیدہ یعنی ماسوی اللہ کسی سے مانگنا اور استعانت کا جواز و عدم جواز اور اس میں حضور قبلہ عالم اور بزرگان دین کا مسلک ہوگا۔ اس طرح بجائے کتابیں چھاپنے کے وہی کاپیاں شائع کردی جائیں جسے عوام وخاص اہلسنت اور متعلقین درگاہ غوثیہ بھی مستفید ہوسکیں۔

آپ نے فرمایا کہ فاضل بریلوی میرے شاعر بھائی ہیں۔ ہونگے لیکن اگر اسی طرح کسی شاعر نے حضور قبلہ عالم کے بارے میں کہہ دیا تو۔ یا ایسے ہی کسی امام دین نے علامہ اقبال کے متعلق کہا تو؟ کیا فاضل بریلوی آپ کو صرف شاعر نظر آتے ہیں اور کچھ نہیں؟۔ باقی آپ نے گوجرخان میں اپنے اوپر کئے گئے اعتراض کا جو جواب دیا کہ یہ میرا عقیدہ ہے اور وہ میرا ذوق تو اگر کوئی پوچھے کہ عقیدہ موحدانہ اور ذوق مشرکانہ تو پھر کیا ہوگا؟ اور پھر اسی طرح کل کوئی اپنی بیوی کو بہن کہہ دے گا اور اس کے برعکس اور کوئی پوچھے گا تو یہی بتادے گا کہ وہ میرا عقیدہ ہے اور یہ میرا ذوق تو؟

آپ نے اپنے مضمون "اعانت واستعانت کی شرعی حیثیت" میں فرمایا ہے کہ "معترض کے دلائل قوی ہوں، اس کی نیت صالح ہو اور وہ جویائے حق بھی ہو تو مجھے ایسے اعتراضات پر کوئی اعتراض نہیں۔ اس کا فیصلہ کون کرے گا کہ یہ ایسا ہی ہے یا نہیں (یعنی یہ دلائل قوی ہیں اور نیت ٹھیک ہے) نیت تو اللہ جانتا ہے یا خود وہ آدمی یا شاید آپ جانتے ہوں۔ ہم صرف یہ عرض کرتے ہیں کہ حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے جو آپ سے سوال یا اعتراض کئے تھے کیا ان کے دلائل قوی نہ تھے؟ کیا ان کی نیت ٹھیک نہ تھی اور وہ جویائے حق نہ تھے؟ آپ نے اس کا جو جواب دیا (وہ کتاب ہذا میں مذکور ہے)۔ اگر آپ پر کوئی اعتراض کرتا ہے تو آپ فرماتے ہیں کہ اعتراضات تو اللہ اور اس کے رسول اور بزرگان دین پر بھی کئی گئے ہیں اور اگر آپ کسی پر اعتراض کریں تو اس میں آپ کا یہ قاعدہ ہوتا ہے کہ اعتراض کرنا ہر انسان کا فطری حق ہے اور اعتراض سننا نبی علیہ السلام کی سنت ہے۔ کیا یہ دونوں قاعدے اپنے اور اپنے مخالفین کے لئے یکساں اور ایک جیسے ہیں یا اپنے لئے اور، اور مخالفین کے لئے اور؟ اور یہ دوہرا معیار آپ نے کہاں سے لیا ہے یا اپنی اختراع ہے؟

آپ کے مضمون پر یہاں کچھ لکھنے کی گنجائش نہیں۔ یہ اُن کئی باتوں میں سے چند ہیں جو پہلے اور دوسرے ایڈیشن کے دوران سننے میں آئیں۔

اب یہ دوسرا ایڈیشن آپ حضرات کے سامنے ہے اگرچہ جس طرح اور جو کچھ ہم چاہتے تھے اس طرح تو نہ ہوسکا تاہم اسے پہلے کی نسبت کافی بہتر کر دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سعی کو قبول فرمائے اور لوگوں کے لئے ذریعہ ہدایت اور وسیلہ نجات بنائے۔ آمین۔

والسلام مع الاکرام و بصد احترام

آپ کا مخلص کے بی آفتاب آفاقی

ھ

عنوانات

انتساب

حضور شہنشاہ ولایت، والی بغداد سیدنا غوث جلیؒ

اور

قبلہ عالم تاجدار گولڑہ حضرت خواجہ مہر علیؒ

کے نام

زشاہاں چہ عجب گر بنوازند گدا را

نام کتاب: ازالة الريب عن مقالة فتوح الغيب

مولف ومصنف: شیخ الحدیث ابوالحسنات حضرت علامہ محمد اشرف صاحب سیالوی مدظلہ

مرتب، طابع وناشر: کے بی آفتاب آفاقی

اشاعت دوم: مارچ ۲۰۰۳ء/محرم الحرام ۱۴۲۴ھ

زرتعاون:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ابتدائیہ

از

مرتب وناشر

ایک عرصہ سے مسلک اہل سنت اور بزرگانِ دین کے معتقدات ونظریات کے خلاف گولڑہ شریف سے اٹھنے والی آواز اور جاری ہونے والے بیانات (تحریر وتقریر) اور وہ بھی اولادِ سیدنا غوثؓ جلی اور خانوادۂ خواجہ مہر علیؒ سے باطل وگمراہ کن نظریات کا اظہار وپرچار اور مزید برآں یہ کہ ان ضال ومضل نظریات، یعنی (اللہ کی محبوب ہستیوں کو مصلوب ومغضوب اور جن پر اللہ تعالیٰ کے انوار وتجلیات کا نزول اور اس کے فیوض و برکات کی بارش ہو، انہیں تیروں اور نیزوں کی بارش کئے گئے شخص کی طرح کہنا اور ان بزرگوں سے استمداد کو محض تسکین دل اور تسلی خاطر سمجھنا یعنی جیسے ایک بچہ اپنی ماں کو (بے فائدہ) پکارتا ہے، کی طرح جاننا وغیرہ) کی نسبت ان مقدس ہستیوں (شہنشاہ ولایت والی بغداد اور حضور تاجدار گولڑہ کی طرف کر کے ان کی ترویج وتشہیر کی سعی کرنا، سنی عوام و خواص وعلماء کے لئے بالعموم اور درگاہِ غوثیہ مہریہ سے متعلقین کے لئے بالخصوص باعث تشویش، موجب اضطراب اور پریشانی کا سبب بنی ہوئی ہے۔ جس سے لوگ مایوس و بے دل بلکہ بددلی کا شکار ہو رہے ہیں اور ان میں بے یقینی کی سی کیفیت پیدا ہو رہی ہے اور بڑی تشویش پائی جاتی ہے۔ اور اس کے خلاف کئی لوگوں سے مختلف اور عجیب وغریب قسم کی باتیں سننے میں آ رہی ہیں۔

گولڑہ شریف جو کہ علم وعرفان، دین وملت، شریعت وطریقت کا مرکز اور سلسلہ چشتیہ قادریہ، سنیت واہل سنت کے لئے مرکزی حیثیت کا حامل اور یہاں سے بیان ہونے والا ہر لفظ اور لکھا جانے والا ایک ایک جملہ دلیل وحجت اور سند کی حیثیت رکھتا

ہے۔ وہاں سے لوگوں کے ایمان خراب اور ضائع ہونے اور ان کے عقائد کی تباہی و بربادی کا سامان پیدا ہونا۔

چوں کفر از کعبہ بر خیزد کجا ماند مسلمانی

کے مترادف اور خاندان ولی الٰہی اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ وغیرہ میں شاہ اسماعیل دہلوی کے پیدا ہونے والا کردار ہے بلکہ اس کے بھی دو قدم آگے۔ اور لوگ اسے

اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

کی طرح محسوس کر رہے ہیں۔ مگر وہ اپنی جان اور عزت و آبرو کی خاطر ان خیالات و احساسات کا برملا اظہار اپنی تقریر و تحریر میں نہیں کرتے (یا نہیں کر سکتے) وہ کہتے ہیں کہ پیر صاحب کے پروردہ کسی وقت، کہیں بھی، کچھ اور کوئی بھی سلوک کر سکتے ہیں۔ اس لئے ہم اپنے تحفظ کی خاطر ایسا نہیں کرتے۔ اگر ان لوگوں کا خدشہ صحیح ہے (جو کہ ان کے تجربہ کے مطابق درست ہے) تو بڑی حیرت کی بات ہے کہ میدان استدلال میں ایک (بزعم خویش) علامہ و محقق (اور بڑے بلند بانگ دعاوی رکھنے والے) کا ایسا رویہ؟ اور یہ سلوک؟ عجیب معاملہ ہے۔

ہماری مسجد کے ایک امام صاحب تھے ان کی تقریر میں بیان کی گئی کسی بات پر اگر کوئی اعتراض کرتا تو وہ بڑے جوش میں آ کر فرماتے کہ آئندہ اگر کسی نے ایسا کہا تو میں اس کی ٹانگیں توڑ دوں گا' اس پر ہمارے ایک دوست کہتے کہ یہ ٹانگیں توڑنے والی اچھی دلیل ہے۔ اندریں حالات (ایسی اضطرابی کیفیت کے شکار لوگوں میں سے) کسی نے استاذ مکرم حضرت قبلہ شیخ الحدیث علامہ محمد اشرف صاحب سیالوی دامت برکاتہم العالیہ سے قائد آباد میں دوران تقریر پیر صاحب نے عقائد و نظریات کے بارے سوال کیا (جس کی کیسٹ موجود و دستیاب ہے اور سنی جا سکتی ہے) پوچھا گیا کہ آپ پیر نصیر الدین

شاہ صاحب کے عقیدے کے بارے کیا جانتے ہیں دیو بندی حضرات تنگ کرتے ہیں براہ مہربانی صحیح صورت حال واضح کریں۔ جس پر آپ نے فرمایا کہ ان کے بارے میں صاحبزادہ (ظفر الحق) صاحب بہتر جانتے ہیں ان کا وہاں آنا جانا اور ارادت والا تعلق بھی ہے۔ میرا جب کبھی وہاں جانا ہو تو دربار شریف پر حاضری ضرور دیتا ہوں ان سے ملاقات اور براہ راست تقریر سننے کا اتفاق نہیں ہوا۔ ایک رسالہ (طلوع مہر' جولائی ۲۰۰۱) پڑھا تھا جس میں انہوں نے توحید کا مضمون بیان کیا۔ اس میں ایک جگہ لکھا ہوا تھا کہ جن غیر اللہ سے تم مدد مانگتے ہو ان کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص سولی پر چڑھا ہوا ہو اور اس کے نیچے سمندر بہہ رہا ہو اب نہ وہ نیچے آسکتا ہے کہ سمندر میں غرق ہو جائے گا اور نہ اوپر جا سکتا ہے کہ اس کے گلے میں پھندا پڑا ہوا ہے اور جو اسے سولی لٹکانے والا ہے وہ ہر طرح کے ہتھیار لے کر اس کے پاس پہرہ دے رہا ہے اب جو پہرہ دے رہا ہے اس سے مدد مانگی جائے گی یا جو سولی پر لٹکا ہوا ہے اس سے مانگی جائے گی۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ ہم تو مدد ان سے مانگتے ہیں جو اللہ کے محبوب ہیں اور ہم اللہ کے بارے سوچ بھی نہیں سکتے کہ وہ اپنے محبوبوں کو سولی لٹکائے ہوئے ہے۔ ہم تو یہ جانتے ہیں کہ وہ اپنے محبوبوں کی رضا چاہتا ہے۔ پھر آپ نے دلائل و براہین اور ناقابل تردید حقائق سے وضاحت فرماتے ہوئے اس پر روشنی ڈالی۔ اور انہیں نفع نہ دے سکنے کے غلط اور گمراہ کن نظریئے کا' کتاب وسنت اور ارشادات وفرامین بزرگانِ دین سے رد بلیغ فرمایا۔ قیامت کے دن حضور نبی کریم ﷺ سے تمام مخلوق حتی کہ انبیاء علیہم السلام کی استعانت' شفاعت چاہنا اور سفارش طلب کرنا۔ نیز نظر بد کا لگنا اور دو مخصوص قسم کے سانپوں (ایک بالشتی اور دوسرا آنکھوں پر دو نقطے اور پیٹھ پر دو لکیروں والے) کی نظر سے بچنا اور اس کا اثر (اگر اس کی نظر سے نظر ملے تو آدمی اندھا ہو جائے اور اگر حاملہ عورت کے پیٹ پر پڑے تو اس کا حمل گر جائے' جو کہ حدیث پاک سے ثابت اور مخالف کو

بھی تسلیم ہے) بیان کر کے فرمایا اگر نظر بد سے دودھ کا خون بن جانا صحیح اور درست ہے اور شرک نہیں تو کسی اللہ کے مقبول کی نظر اور دعا سے خون کا پھر سے دودھ بن جانا کیسے شرک ہے؟ اور اگر سانپ کی نظر نقصان پہنچا سکتی (ضار ہوسکتی) ہے اور یہ شرک نہیں تو اللہ کی کوئی محبوب ہستی اسے دور کیوں نہیں کر سکتی اور اس کا نافع ہونا کیونکر شرک ہوسکتا ہے۔ جو کہ کتاب وسنت اور دلائل عقلیہ نقلیہ سے ثابت ہو چکا ہے۔

اس کے بعد اس علاقے (ڈھوک دھمن میں) پیر صاحب نے آکر تقریر فرمائی جس میں انہوں نے اس کا صرف یہ جواب دیا کہ کیا یہ عبارت فتوح الغیب میں نہیں؟ کیا یہ غوث پاک کا ارشاد نہیں؟ کیا میں نے یہ اپنی طرف سے کہا ہے؟ اور حضور غوث پاک کے ماننے والوں کو آپ کا یہ فرمان تسلیم کر لینا چاہیئے۔ اور پھر اس بات کو اپنے رسالہ (طلوع مہر) میں بھی شائع کر دیا۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ یہ بھی کوئی جواب ہے اگر یہی بات کوئی باطل وگمراہ فرقہ' قرآن پاک کی آیت کا اپنی مرضی کے مطابق غلط مطلب لے اور اس پر اعتراض ہونے پر یہ کہہ دے (یعنی کہ کیا یہ قرآن میں نہیں ہے؟ اللہ تعالیٰ کا فرمان نہیں؟ کیا میں نے اپنی طرف سے کہا ہے؟ اور آپ کو خداوند تعالیٰ کا حکم مان لینا چاہیے) تو......؟ اس کے بعد آپ نے 30,29 بڑے صفحات پر مشتمل ایک مدلل مقالہ 'بصورت مکتوب گرامی' پیر صاحب کی خدمت میں ارسال فرمایا۔ جسے انہوں نے غور سے پڑھنے اور اس کا جواب دینے' یا کم از کم کوئی معقول بات کہنے (یعنی یہ کہ میں اس کا بغور مطالعہ کروں گا یا بعد میں اس کا جواب دوں گا وغیرہ) کے ایک نیا گل کھلایا اور نا سمجھی کی بنا پر آپ کے اس مفصل خط سے ایک عبارت کو آپ کا عقیدہ قرار دے دیا اور یہ بھی نہ پتہ چلا کہ اس طرح سے میں اپنے اور حضور غوث پاک کے عقیدے ونظریئے کا بطلان کر رہا ہوں۔ اور ساتھ ہی یہ لکھ کر کہ ''موصوف نے اپنا ایک غیر مطبوعہ مقالہ مجھے ارسال فرمایا جس پر ہم کسی قسم کے تبصرے کا حق اپنے پاس محفوظ رکھتے ہیں'' اپنی جواب نہ دے

سکنے والی کمزوری کو چھپاتے ہوئے اپنے آپ کو محفوظ کرلیا آگے دیدہ باید۔ لیکن یہ غیر مطبوعہ مقالہ مطبوعہ ہو کر آ گیا اور آپ اس پر کسی قسم کے تبصرے کا حق اپنے پاس محفوظ اور سنبھال کر رکھے رہیں تا کہ سند رہے اور بوقت ضرورت بھی شاید یہ کام نہ آسکے۔

حضرت قبلہ شیخ الحدیث مدظلہ العالی نے گولڑہ شریف کی مرکزیت اور اس خانوادہ کے فرد کی طرف سے شہنشاہ بغداد اور تاجدار گولڑہ کی طرف منسوب غلط نظریات جن سے لوگوں کے گمراہ ہونے اور ان کے ایمان خراب ہونے کا خطرہ تھا ان کے ایمان وعقائد کو بچانے کے لئے اس (بصورت مکتوب مقالہ) کو مع ضروری اضافہ' ولوازمات کتابی صورت میں چھاپنے کا ارادہ فرمالیا اور بالخصوص راقم کے عرض کرنے پر اس کی اشاعت کا فیصلہ فرما کر کمال شفقت ومہربانی سے اس کا مسودہ بھی راقم کے حوالے کر دیا۔ نیز خط میں آپ نے 'موضوع بحث'' (اصل) عبارت پر چار قرائن بیان فرمائے تھے اب یہاں (کتاب ھذا میں) تین قرائن یعنی نمبر 5'6'7 کا اضافہ کیا گیا ہے۔

حضرت پیر صاحب کے نظریات کی داستان تو پرانی ہے سیدہ کے نکاح وغیرہ کے مسئلہ سے یہ سلسلہ آہستہ آہستہ چلا اور آگے بڑھتا رہا جس سے اپنے نالاں و پریشاں اور بے گانے خوش رہے۔ یہاں تک کہ ایک مقرر سے یہ دلخراش اور تکلیف دہ الفاظ سنے گئے کہ ''واہ شیخ القران تیرا فیضان کہ آج مہر علی شاہ کی اولاد اور گولڑے والا پیر بھی (تیری بات) مان گیا''۔ اور ایسی کئی باتیں لوگ محسوس کرتے مگر بادل نخواستہ اور مجبوراً نظر انداز کر کے خاموش رہتے۔ یہاں تک کہ اس سلسلہ کی انتہا ''طلوع مہر'' کے پیرانِ پیر میں آنجناب کے ایمان افروز اور شرک وسوز مقالہ پر ہوگئی اور رہی سہی کسر ''اعانت و استعانت کی شرعی حیثیت'' میں نکال دی گئی اور آگے اس سلسلہ میں ع

اب دیکھئے ٹھہرتی ہے جا کر نظر کہاں

حضرت قبلہ شیخ الحدیث دامت برکاتہم نے بروقت ان غلط اور گمراہ کن نظریات کا سد باب کر کے اس طوفان کے آگے دیوار کھڑی کی اور اس سیلاب کے

سامنے بند باندھ کر اہل سنت پر احسان فرماتے ہوئے ان کے ایمان کو ضائع اور عقیدے
کو خراب ہونے سے بچالیا۔ اور یہ آپ ہی کا حصہ تھا۔

آپ کی ذات بابرکات محتاج تعارف نہیں ملک کے کونے کونے میں اور ہر جگہ
آپ کے جاننے و ماننے والے' آپ کے شاگرد (جو کہ اساتذہ علما و فضلا مدرسین اور
مناظرین ہیں) موجود ہیں۔ علماء اہل سنت میں آپ کا بہت بڑا درجہ' مرتبہ اور ایک مقام ہے
آپ نے جھنگ کے معرکۃ الآرا اور مشہور مناظرہ میں ایک مکتب فکر کے مشہور و معروف
مناظر بلکہ میدان مناظرہ کے بہت بڑے پہلوان کو وہ شکست فاش دی کہ جس کے بعد
مولوی صاحب نے اپنا محاذ بدل لیا اور اپنی توپوں کا رخ اہل سنت کی طرف سے ہٹا کر اہل
تشیع کی طرف کرلیا۔ ایسے ہی ایک مکتب فکر کے سماع موتی' اور حیات انبیاء کے منکر (مماتی
ٹولے) کے بہت بڑے عالم' مدرس اور مناظر و مصنف کی کتاب کا رد لکھا جس کا جواب ربع
صدی سے زیادہ عرصہ گزرنے کے باوجود وہ نہ دے سکے۔ اسی طرح ایسے ہی ایک گروہ کے
سرکردہ لیڈر بے باک' مشہور مقرر و مناظر کو مناظرے کے لئے للکارا اور اس کا تعاقب کیا۔ مگر وہ
وہاں فرار اختیار کرتے ہوئے بھاگ گیا۔ آپ کی ذات پر آپ کے شاگردوں اور علماء تو کیا خود آپ
کے اساتذہ اکابرین امت مثلاً استاذ کل مولانا عطا محمد صاحب بندیالوی محدث اعظم پاکستان
مولانا سردار احمد صاحب محدث لائل پوری' شیخ القرآن علامہ محمد عبدالغفور صاحب ہزاروی اور غزالی
زماں رازی دوراں علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی ایسی ہستیوں کو بھی فخر و ناز تھا۔

اللہ تعالیٰ آپ کا سایہ اہلسنت کے سروں پر تادیر قائم رکھے اور آپ کی عمر اور علم
وفضل میں برکت وترقی عطا فرمائے اور آپ کے فیض کو تا ابد جاری و ساری اور قائم و دائم
رکھے (آمین)

ایک ادنیٰ تلمیذ حضرت شیخ الحدیث'

ناچیز آفتاب آفاقی

عرض مؤلف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بندہ نے پیرزادہ نصیر الدین صاحب کے رسالے ''طلوع مہر'' میں توحید وشرک کے متعلق مضمون پڑھا اور گولڑہ شریف کی مرکزیت کے پیش نظر اس خانوادہ کے اہم فرد کا یہ دلخراش مضمون پڑھ کر بہت افسوس ہوا لیکن فوراً ان کے خلاف کوئی کتابچہ چھاپنا اور شائع کرنا اس لئے مناسب نہ سمجھا کہ وہاں پہلے ہی بہت نزاع واختلاف ہے تو میری تحریر اس میں اضافہ کا موجب نہ بنے لہٰذا خط کی صورت میں ان کو یہ مقالہ لکھ بھیجا تا کہ اس پر غور فرماویں اور اپنے انداز بیان میں احتیاط برتیں اور اسلاف کی راہ وروش کی طرف مراجعت فرماویں لیکن پیرزادہ صاحب نے صرف اتنا بھی لکھنا گوارا نہ کیا کہ تیری تحریر موصول ہوگئی ہے بعد میں اس کا بغور مطالعہ کروں گا۔

تقریباً چار ماہ بعد ایک کتابچہ ''اعانت واستعانت کی شرعی حیثیت'' نظر سے گزرا جس میں بندہ کی ایک عبارت پر مواخذہ کیا گیا تھا اور کفر کا فتویٰ صادر فرمایا گیا۔ اس وقت بندہ اس نتیجہ پر پہنچا کہ ان کا مرض لاعلاج ہے اور وہ اصلاح اور درستی کی حدود پھلانگ چکے ہیں اور اس اخفاء سے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوسکتا۔ اس لئے اس مقالہ کی اشاعت کا فیصلہ کرنا پڑا۔

تا کہ حضور غوث اعظمؓ کے نام کو استعمال کر کے انہوں نے جو زہر پھیلانے کی سعی کی ہے اور عوام اہل اسلام کو گمراہ کرنے کی مذموم کوشش فرمائی ہے اس کی حقیقت لوگوں پر کھل جائے! اور اللہ کرے کہ وہ لوگ اس دام فریب میں پھنسنے سے بچ جائیں اور حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا اصل عقیدہ ونظریہ ان کو معلوم ہوسکے۔ ان ارید الا الاصلاح ۔ وماتوفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب ۔

احقر الانام ابوالحسنات محمد اشرف سیالوی

خادم جامعہ غوثیہ مہریہ منیر الاسلام، کالج روڈ، سرگودھا۔

پیرزادہ شاہ نصیر الدین صاحب کا قابل اعتراض استدلال

''حضرت پیران پیر نے اپنے مخصوص توحیدی لہجہ میں خطبات ومواعظ کا سلسلہ کیا شروع کیا کہ اہل شرک ونفاق کے دل ہلا کر رکھ دیئے۔ جن لوگوں نے محض جہالت اور بے خبری کی وجہ سے مختلف انسانوں اور نیک ہستیوں کو نفع وضرر کا مالک سمجھنا شروع کر دیا تھا اور قضاء وقدر جیسے اہم اور مخصوص باللہ مسائل ومعاملات کو بھی مخلوق سے وابستہ اور منسوب کر دیا تھا' انہیں شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے خطبات حق آشکار نے جھنجھوڑ کر رکھ دیا تھا۔ چنانچہ آپ ایک مقام پر یوں لب کشا ہوتے ہیں۔ (فتوح الغیب مقالہ نمبر ۱۷ صفحہ ۴۰ مطبوعہ مصر)

فاذا وصلت الی الحق عزو جل .... واجعل الخلیفۃ أجمع کرجلٍ کتفہ سلطان عظیم ملکہ شدید أمرہ مھولہ صولۃ وسطوتہ ثم جعل الغل فی رقبتہٖ مع رجلیہ ثم صلبہ' علی شجرۃ الاذرۃ علیٰ شاطیٔ نھرٍ عظیم موجہ' فسیح عرضہ' عمیق غورہ' شدید جریہ الخ۔

ترجمہ: جب تو بایں طریق اللہ تعالیٰ تک رسائی حاصل کر لے تو پھر ماسویٰ اللہ سے ہمیشہ کے لئے مستغنی ہو جا اور کارخانۂ وجود میں سوائے وجودِ واجب وازلی کے کسی کی طرف مت دیکھ۔ نہ تو نفع ونقصان کے معاملے میں نہ عطاء ومنع کے حوالے سے اور نہ خوف ورجاء کے سلسلے میں' بلکہ یہ سب معاملے اسی ذات کی بارگاہ سے متعلق سمجھ کہ بخشش وپارسائی اسی حق سبحانہ کی عطاء سے ہے۔ ہمیشہ اپنی نظر اسی فاعلِ حقیقی کے افعالِ غیر معللہ بالاغراض پر رکھ اور اسی کی جانب متوجہ رہتے ہوئے اسی کی اطاعت میں کمربستہ رہ' تمام خلق سے اپنے دل کو پھیر لے اور کل مخلوق کو اسی طرح سمجھ کہ بادشاہ نے جس کا ملک بہت بڑا' حکم سخت اور رعب داب دل دہلا دینے والا ہے ایک شخص کو گرفتار کر کے اس کے گلے میں طوق اور پیروں میں کڑے ڈال کر ایک صنوبر کے درخت سے ایک نہر کے کنارے جس کی موجیں زبردست'

پاٹ بہت بڑا ہے' بہت گہری اور بہاؤ بہت زوروں پر ہے' لٹکا دیا ہے اور خود ایک نفیس و بلند کرسی پر کہ جس تک پہنچنا مشکل ہے تشریف فرما ہے اور اس کے پہلو میں تیر و پیکان' نیزہ و کمان اور ہر طرح کے اسلحہ کا انبار ہے' جن کی مقدار خود بادشاہ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔ اب ان میں سے جو چیز چاہتا ہے اٹھا کر اس لٹکتے ہوئے قیدی پر چلاتا ہے۔ تو کیا (یہ تماشہ) دیکھنے والے کے لئے بہتر ہوگا کہ وہ سلطان کی طرف سے نظریں ہٹالے اور اس سے خوف و امید ترک کر دے اور لٹکے ہوئے قیدی سے امید و بیم وابستہ کرلے؟ کیا جو شخص ایسا کرے اہل عقل کے نزدیک' بے عقل' بے ادراک' دیوانہ' چوپایہ اور انسانیت سے خارج نہیں ہوگا؟ خدا کی پناہ' بینائی کے بعد اندھے پن اور وصول کے بعد جدائی اور قرب و ترقی کے بعد تنزل اور ہدایت کے بعد گمراہی اور ایمان کے بعد کفر سے"

(رسالہ طلوع مہر ۸ جولائی ۲۰۰۱)

کلمۃ التقدیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم. نحمدہ حمد الشاکرین ونصلی ونسلم علیٰ رسولہ رحمۃ للعالمین وعلیٰ آلہ الطیبین الطاہرین واصحابہ الکاملین الواصلین والتابعین لھم بالاحسان الیٰ یوم الدین اما بعد۔ ہر مومن اور مسلم اللہ تعالیٰ کو واحد اور لاشریک تسلیم کرتا ہے اور اس پر یہ اعتراف واقرار اور اعتقاد واذعان لازم اور فرض ہے بلکہ جان فرائض اور روح لوازم ہے اور صرف عبادت میں اس کی توحید وتفرید کا اعتراف واقرار لازم نہیں بلکہ ربوبیت اور ایجاد وتخلیق میں بھی اور صفات کمال میں بھی بلکہ وجود حقیقی میں بھی اور جملہ انبیاء ورسل علیہم السلام توحید باری تعالیٰ بیان فرماتے رہے اور اللہ تعالیٰ کے اس فریضہ کو کما حقہ نبھاتے رہے اور علمائے کرام چونکہ انبیاء کرام علیہم السلام کے وارث ہیں لہٰذا ان کا بھی فرض ہے کہ وہ توحید باری تعالیٰ کو بیان کریں اور صرف اللہ وحدہ کی عبادت کرنے پر عوام کو پابند کریں۔ غیروں کی عبادت سے روکیں اور کسی غیر کو خدائی منصب پر نہ فائز سمجھیں اور نہ سمجھنے دیں کما قال اللہ "ما کان لبشر ان یوتیہ اللہ الکتاب والحکم والنبوۃ ثم یقول للناس کونوا عباداً لی من دون اللہ ولکن کونوا ربا نیین الایۃ" کسی بشر کے لائق نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کو کتاب اور حکم ونبوت عطا کرے پھر وہ لوگوں سے کہے کہ تم میرے بندے بن جاؤ اللہ تعالیٰ کے سوا اور اس کو نظر انداز کر کے لیکن ان کے لائق اور شایان یہ ہے کہ وہ لوگوں سے کہیں کہ رب تعالیٰ والے بنو اور اس کے بندے بن جاؤ۔

الوہیت وربوبیت صرف اللہ تعالیٰ کی شان امتیاز ہے اور عوام وخواص اور اخص الخواص اس کے پرستار اور عابد بننے کے پابند ہیں اس میں ذرہ بھر شک وشبہ اور ریب وتردد کا امکان نہیں اور کسی طرح کی لچک کی گنجائش نہیں ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے خواص عباد اور اخص الخواص اولیاء اور انبیاء ورسل علیہم الصلوٰۃ والسلام کو عوام پر اللہ

تعالیٰ کے ہاں فوقیت اور برتری اور امتیازی وانفرادی حیثیت حاصل ہے کہ وہ اس کے نائب اور خلیفہ ہیں اور خلق خدا کے لئے ہادی ورہبر اور مرشد ورہنما ہیں اور کارکنان قضاء وقدر اور مدبرین کائنات میں سے ہیں اور اپنی حیثیت اور شان کے لائق اور مناسب تدبیرات وتصرفات کے لئے ماذون ہیں اور خداداد قوتوں اور قدرتوں کے مالک ہیں اور عامہ خلائق کے محسن ومنعم ہیں اور واسطہ فیوض وبرکات اور وسیلۂ انعامات واکرامات ہیں بالخصوص سیر اِلی اللہ اور سلوک میں بلکہ سیر فی اللہ اور وصول الی اللہ میں بھی واسطہ و وسیلہ ہیں اس لئے ان کی تعظیم وتکریم لازم اور فرض اور ان سے محبت والفت اور قلبی ارادت اور لگاؤ لازم اور ضروری ہے اور ان کی اساءت وبے ادبی اور توہین وتذلیل ناجائز اور حرام ہے بلکہ کفر وکفران اور موجب خسران وحرمان ہے اور اللہ تعالیٰ کے قہر و غضب بلکہ اس کی طرف سے اعلان حرب وقتال کا باعث وموجب ہے۔ حدیث قدسی (من عادیٰ لی ولیا فقد آذنتہ بالحرب) اس پر شاہد صادق اور فرعون وہامان اور نمرود وشداد اور ابوجہل وابولہب کی ذلت ورسوائی اور تباہی وبربادی اس حقیقت کی بین برہان اور دلیل ناطق ہے۔

ہیچ قومے را خدا رسوا نہ کرد

تا از و صاحبدے نامد بدرد

بلکہ مقبولان بارگاہ خداوند تعالیٰ کی محبت وعقیدت دراصل اللہ تعالیٰ کے ساتھ محبت والفت ہے۔ اور ان کی تعظیم وتکریم اللہ تعالیٰ کی تعظیم وتکریم ہے اور ان کی اطاعت اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ان کا قرب ہی اس محبت والفت اور تعظیم وتکریم اور اطاعت واتباع کا موجب ہے۔ برصغیر میں پہلا شخص جس نے محبوبان بارگاہ قدس کی تعظیم وتوقیر اور ان کی محبت وعقیدت کو شرک ٹھہرایا اور اس آڑ میں اہل اسلام کو مشرک قرار دیا وہ شاہ اسماعیل دہلوی ہے جس نے تقویۃ الایمان کے نام سے

ایک کتاب لکھی اور انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیاء کرام علیہم الرضوان پر اوثان و اصنام کے حق میں نازل آیات کو منطبق کر کے ان کو بتوں کی طرح علم و شعور اور ادراک و آگہی اور قدرت و طاقت اور تدبیر و تصرف اور سفارش و شفاعت سے محروم ثابت کرنے کی سعی نامشکور فرمائی اور ان کے در پر حاضر ہونے والوں اور اعانت و امداد کی اپیل و التجاء کرنے والوں کو ابوجہل اور ابولہب جیسے مشرک اور کافر قرار دیا اور رسل گرامی اور اولیاء عظام کو کبھی چمار سے ذلیل کہا، کبھی ان کی طرف قلبی توجہ اور میلان کو گدھے اور بیل کے تصور و خیال سے بدرجہا بدتر قرار دیا۔ ان کے خداداد اختیارات و تصرفات کا انکار کرتے ہوئے ان کے ذرۂ ناچیز پر تصرف اور ملکیت کا بھی انکار کیا اور کہا جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کے مالک و مختار نہیں۔ ذرہ ناچیز کے بھی مالک و مختار نہیں ہیں ان کو اپنے انجام کی خبر نہیں ہے اور نہ دوسروں کے انجام کی۔ وہ مر کر مٹی میں ملنے والے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ **نعوذ باللہ من ذالک**

اس کتاب نے برصغیر میں اہل اسلام میں اضطراب اور بے چینی کی لہر دوڑا دی اور اختلاف و انتشار کا طوفان برپا کر دیا اور ایسی آگ لگائی جو آج تک بجھ نہیں سکی بلکہ اس میں روز بروز اضافہ ہوتا جا رہا ہے اور کفر و شرک کے فتوے اس قدر عام ہو گئے ہیں کہ گویا شریعت میں ہر جرم اور گناہ صرف کفر اور شرک میں منحصر ہے مکروہ تنزیہہ۔ مکروہ تحریمی اور حرام والے درجات ہی ختم ہو کر رہ گئے ہیں حالانکہ کفر و شرک ناقابل معافی گناہ ہے اور اس کا مرتکب ابدی دوزخی ہے کما قال اللہ **"ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ"** اور اس کے علاوہ جو بھی جرائم اور ذنوب و آثام ہیں وہ لائق مغفرت اور قابل عفو ہیں کما قال اللہ **"ویغفر ما دون ذالک لمن یشاء"** لہٰذا ان میں فرق اور حد فاصل کا لحاظ رکھنا لازم اور ضروری تھا لیکن اسے نظر انداز کر دیا گیا اور ہر مسلمان کو مقبولان بارگاہ کی حاضری پر اس سنگین فتویٰ کا مستحق سمجھا گیا اور مصداق بنایا گیا۔ نیز شرک خفی بھی ہوتا

ہے جس طرح ریا کاری اور دکھلاوا شرک جلی بھی ہوتا ہے جیسے صنم پرستی اور سورج' چاند اور ستاروں کی پرستش' آتش پرستی اور کسی بندے کی الوہیت کا عقیدہ جیسے کہ فرعونی اور نمرودی لوگوں کے عقائد تھے وغیـــر ذالک لیکن لفظ شرک کے اطلاق کے باوجود دونوں میں زمین وآسمان سے بھی زیادہ کا فرق تھا وہ بھی نظر انداز ہوگیا اور سبھی جرائم ایک جیسے بنا ڈالے گئے اور شرعی قواعد وضوابط اور اصول وکلیات کا مذاق اڑایا گیا جو عوام اہل اسلام کے لئے بھی زیبا اور مناسب نہ تھا چہ جائیکہ علماء وفضلاء کے لائق اور شایان ہوتا۔

اب مزید مصیبت بالائے مصیبت اور ستم بالائے ستم یہ درپیش ہے کہ شرک وکفر کی مشینیں نصب کرنے والوں کے نشانہ پر جو حضرات تھے اور جن اسلاف کو اوثان و اصنام قرار دے کر علم وادراک اور قدرت وطاقت اور تدبیر وتصرف سے کلیۃً محروم قرار دیا گیا تھا انہیں کے اخلاف نے حملہ آور فریق اور ظلم وعدوان کے مرتکب افراد اور دین میں دھاندلی اور تحکم وسینہ زوری اور تحریف وتخریب کے درپے لوگوں کی دانستہ یا نادانستہ امداد واعانت شروع کر دی ہے اور ان کی حوصلہ افزائی اور تائید وتقویت کا سامان بہم پہنچانا شروع کر دیا ہے۔

حالانکہ اعلیٰحضرت گولڑوی جناب پیر مہر علی شاہ قدس سرہ العزیز نے تقویت الایمان کے متعلق فرمایا ''آنچہ در تقویۃ الایمان است تحریفے است قبیح وتخریبے است شنیع'' کہ جو کچھ اس میں ہے وہ آیات واحادیث کی سراسر تحریف معنوی ہے اور دین مصطفوی میں بدترین تخریب کاری ہے۔ مگر اس مقدس خاندان کے چشم وچراغ اور اس مقدس ہستی کے خانوادہ کے نور نظر اور فرزند ارجمند پر دادہ جان کی تعلیمات کے برعکس اس تحریف وتخریب کو برحق ثابت کرنے کے درپے ہیں اور صرف اپنے نام پر نہیں بلکہ سلسلہ قادریہ شریفہ کے مورث اعلیٰ اور قطب الاقطاب غوث الاغواث حضور شیخ

عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے نام نامی اور اسم گرامی کو استعمال کرتے ہوئے اور ان کے مقالات میں سے صرف ایک دو کو اپنی سمجھ کے مطابق اپنے مزعومہ نظریات کی دلیل بنا کر اس کا تقریر و تحریر کی صورت میں پرچار کر کے اہل سنت میں بالعموم اور آستانہ عالیہ گولڑہ شریف کے ارادتمندوں اور نیاز کیشوں میں بالخصوص ذہنی اور فکری بے چینی اور اضطراب پیدا کرنے کا موجب اور باعث بن رہے ہیں اور اپنے زعم میں اس کو توحید خالص کی تبلیغ و اشاعت سمجھ رہے ہیں اور یہ بھی نہیں سوچتے کہ دوسرے مقالات اس کشید کردہ مضمون و مفہوم کے بالکل خلاف ہیں اور آیات کلام مجید اور احادیث رسول ﷺ بھی اس کے سراسر خلاف ہیں اور ان کے اسلاف اور اکابر بالخصوص حضور سیدنا پیر مہر علی شاہ صاحب (جیسے علم ظاہر کے کوہ ہمالیہ اور علم باطن کے ناپیدا کنار سمندر) کی تعلیمات اس کے بالکل خلاف ہیں اور حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے حد درجہ عقیدتمند اور نیاز کیش اکابر علمائے کرام مثلاً شیخ اجل شیخ المحققین حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلویؒ اور امام اہل سنت حضرت مولانا احمد رضا بریلوی قدس سرہ (جو حضرت غوث اعظم کی کتابوں پر پوری طرح عبور رکھنے والے ہیں اور ان کے مترجم اور شارح ہیں اور انہیں کے بیان فرمودہ عقائد پر کاربند ہیں) ان کی راہ و روش اور عقائد و نظریات اور تعلیمات اس مضمون کے سراسر منافی ہیں اور ان کی تبلیغ و اشاعت اور تعلیم و تربیت کے مناقض و معارض ہیں یہ صاحب کم از کم اتنا ہی خیال فرما لیتے کہ سب اساطین علم و عرفان دوسری طرف ہیں اکیلا میں اس طرف ہوں تو کہیں میں ہی غلطی پر تو نہیں کیا دوسرے حضرات میں علم و عرفان نہیں تھا۔ ان میں عقل و خرد نہیں تھا۔ انہیں عاقبت و انجام کی فکر نہیں تھی۔ تعلیمات غوثیہ اور طریقہ قادریہ سے رغبت اور دلچسپی نہیں تھی۔ شرک اور کفر سے نفرت و کدورت نہیں تھی اور توحید و ایمان کی اہمیت اور قدر و منزلت سے آگاہ نہیں تھے یا حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کے یہ مقالات ان کی نظر سے نہیں گزرے تھے؟ جب ان

توھمات وتخیلات کی ذرہ بھر بھی واقعیت اور حقانیت کی گنجائش نہیں تو پھر اس امر کے اقرار واعتراف کے بغیر کوئی چارہ نہیں کہ جناب شاہ نصیر الدین صاحب نصیر اسلاف کی راہ وروش اور عقیدہ ونظریہ اور تعلیم وتربیت سے ہٹ گئے ہیں اور راہ استقامت ترک کر چکے ہیں اور ایسے بھنور اور گرداب میں پھنس گئے ہیں جس سے نکلنے کی کوئی تدبیر انہیں سوجھتی ہی نہیں۔ ان کے عوامی خطابات سن کر اور متاثر ہوکر جب شاہ اسماعیل دہلوی کے مقلد اور متبع انہیں اپنا سمجھ کر قریب ہوتے ہیں اور انہیں اپنا مقرب بنانے کی کوشش کرتے ہیں تو انہیں بھی مطمئن نہیں کر سکتے اور نہ کھل کر ان کا ساتھ دے سکتے ہیں اور نہ ہی اہل سنت کے علمائے اعلام کے اعتماد واعتبار کو بحال کر سکتے ہیں اور نہ ان اکابر کی راہ وروش پر کاربند ہوتے نظر آتے ہیں آپ کی نظمیں غزلیں قصائد وغیرہ میں جن عقائد ونظریات کا بیان ہوتا ہے نثر اور تقریر میں ان کی تردید ہوتی ہیں اور اتنی شدید تنقید کہ معلوم ہوتا ہے کہ کوئی خارجی اہل السنّت اکابرین کی نظریاتی بنیادوں کو اکھیڑنے کی مقدور بھر سعی نا مشکور کر رہا ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب قدس سرہ کے عظیم خانوادہ کی تعلیمات کے برعکس اس خانوادے کے ہی فرزند شاہ اسماعیل صاحب کو نئی توحید کا پرچم بلند کرنے کی سوجھی تو اس نے تو برصغیر میں اہل اسلام کو کئی طبقات میں تقسیم کر ڈالا اور مقبولان خداوند تعالیٰ کے حق میں بیباکی وگستاخی اور جرأت وجسارت اور توہین وتحقیر کا دروازہ کھول دیا اور اس کو اصلی توحید کا لازمی ثمرہ اور نتیجہ بنا دیا اس طرح حضور سیدنا غوث اعظمؓ اور ان کے برحق وارث اعلیٰ حضرت گولڑوی کے مقدس خانوادہ کے چشم وچراغ نے بھی انبیاء و رسل اور اولیاء واصفیاء کی جناب میں جسارت وجرأت اور گستاخی وبیباکی کو اور توہین انگیز وحقارت آمیز الفاظ کے استعمال کو توحید خالص کے بیان کے لئے بنیادی شرط بنا ڈالا ہے اور سیدنا غوث اعظمؓ کے ارشادات اور آپ کے اپنے متعلق اعلانات کو بھی نظر انداز کر رکھا ہے اور اعلحضرت پیر مہر علی شاہ قدس سرہ العزیز کی تعلیمات اور ارشادات

کو بھی مذاق بنا ڈالا ہے۔

نہ ان حضرات کے عقائد و نظریات سے برأت کا اظہار کر کے خوارج کو مطمئن کر سکتے ہیں اور نہ ان کے اعتراف و اقرار کے ذریعے اہل سنت کو بالعموم اور اکابرین ملت کو بالخصوص مطمئن کر سکتے ہیں بلکہ مذبذبین بین ذالک لا الیٰ ھٰولاء ولا الیٰ ھٰولاء کا نمونہ بنے ہوئے ہیں آپ خود پریشان اور حیران و سرگرداں ہیں اور دوسروں کو بھی اپنے رنگ میں رنگنے کی سعی نا مسعود اور جہد نا مشکور کے درپے ہیں۔ اعاذنا اللہ من ذالک۔

شاہ نصیر الدین صاحب کی شاہ اسماعیل دہلوی سے سبقت

شاہ اسماعیل دہلوی نے تقویت الایمان میں کہا تھا کہ "سب مخلوق بڑی ہو یا چھوٹی اللہ تعالیٰ کی شان کے آگے چمار سے ذلیل ہے" (ص۱۰) مگر شاہ نصیر الدین صاحب اس سے بھی بہت آگے چلے گئے کیونکہ ان کے نزدیک اللہ تعالیٰ کے مقبولان بارگاہ ناز اس سولی لٹکے شخص کی مانند ہیں جس کے پاؤں کو اس کی گردن کے ساتھ باندھ کر اونچے درخت پر سولی چڑھایا گیا ہو اور اس پر طرح طرح کے اسلحہ کو بھی استعمال کیا جا رہا ہو۔ حالانکہ شاہ اسماعیل نے چمار کو سولی چڑھا شخص اور سولی چڑھانے والے کے ہر طرح کے اسلحہ کا ہدف قرار نہیں دیا صرف نسبی اور حسبی کمزوری اور مقام و مرتبہ کی حقارت اور شدید پستی کے لحاظ سے تشبیہ دی ہے لیکن شاہ نصیر الدین صاحب نے حقیر و ذلیل پر معذب و مبغوض و مغضوب شخص کے ساتھ تشبیہ دے کر نصیری توحید کو اسماعیلی توحید پر بدرجہا فوقیت دینے کی ناپاک سعی اور نا مسعود جدوجہد فرمائی ہے لیکن اس نے اپنے نام پر مگر آپ نے مزید ظلم و ستم یہ کیا کہ اس مصنوعی توحید اور من گھڑت نظریہ کی نسبت سیدنا

غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی طرف بھی کردی نعوذ باللہ منه

۲۔ نیز رسالہ ''اعانت واستعانت کی شرعی حیثیت'' ص ۱۴ پر ذکر کیا

قال یا غوث الاعظم قل لاصحابک من اراد منکم ان یصل الیّ علیه الخروج من کل شیی ترجمہ: فرمایا اللہ تعالیٰ نے اے غوث اعظم اپنے دوستوں سے کہہ دو کہ تم میں سے جو کوئی مجھ سے مل جانا چاہتا ہے اسے چاہئے کہ میرے سوا ہر چیز سے نکل جائے۔

تبصرہ دیکھئے غوث پاک (رضی اللہ عنہ) کو فرمایا جارہا ہے کہ ماسوا اللہ سے مکمل انخلاع وانقطاع کے بعد ہی وصل باری تعالیٰ نصیب ہوسکتا ہے وہ ماسوا اللہ کوئی بھی ہو۔

اقول: اس عبارت کا مطلب ومفہوم جو آپ نے سمجھا وہ یہ ہے کہ رسول گرامی اور دیگر مشائخ عظام سے بھی انقطاع وانخلاع علیحدگی اور دوری وصل خداوندی کی اولین شرط ہے العیاذ باللہ

۳۔ اس معاملے کو مزید سمجھنے کے لئے مشہور صوفی حضرت بلھے شاہ کے وہ پنجابی اشعار پڑھنے اور غور کرنے کے قابل ہیں جن کے دو تین مصرعے یہ ہیں۔

لا الہ دی رمز نیاری الا اللہ بھی کہیں او یار
اکو ہے تے اک کہاوے اک دا ہو کے رہیں او یار
دوئی دور وجودوں کر کے کلا ہو کے بہیں او یار.

وغیرہ۔ ایسے اشعار کہتے ہوئے کیا بلھے شاہ علیہ الرحمۃ کو انبیاء واولیاء کا خیال نہیں رہا کیا انہوں نے ان کی شان میں یہ اشعار کہہ کر گستاخی کردی۔ ایسی کوئی بات نہیں۔ اس کا جواب یہی ہے کہ حضرت شاہ صاحب نے ان اشعار میں وہ عقیدہ توحید بیان کیا جو انبیاء کی تعلیم پر چلتے ہوئے اولیاء کرام نے ساری مخلوق کو بتایا تھا (گویا خود ہی

صراحت فرمادی کہ حضرت قصوری نے انبیاء ورسل اور اولیاء سے الگ تھلگ ہو جانے کا سبق دیا ہے)

مولانا جلال الدین عارف رومیؒ نے بھی لا الہٰ میں لا کو نفی جنس کا قرار دیتے ہوئے ایک ایسی تلوار سے تشبیہ دی جو ہر ما سوا اللہ کی گردن پر چل کر اسے فنا کے گھاٹ اتار دیتی ہے چنانچہ ارشاد فرماتے ہیں۔

تیغ لا در قتل غیر حق براند
در نگر زان پس کہ بعد از لا چہ ماند
ماند الا اللہ باقی جملہ رفت
شاد باش اے عشق شرکت سوز رفت

ترجمہ۔ لا کی تلوار اللہ کے سوا سب کے قتل کرنے میں چلا پھر دیکھ کہ لا کے بعد اور کیا باقی رہا فقط الا اللہ باقی رہا اور باقی سب کچھ فنا ہو گیا۔ خوش اے وہ حضرت عشق جو غیر کو جلا کے رکھ دیتا ہے فقط معشوق ہی باقی رہتا ہے (جوشِ توحید میں آپ نے انبیاء ورسل اور اولیاء کرام کا قتل بھی واجب ولازم ٹھہرا دیا العیاذ باللہ) ایک اور مقام پر فرماتے ہیں۔

غیر حق را جملگی بر باد کن
کل شیئ ھالک را یاد کن
بعد نفی خلق کن اثبات حق
تا کہ گردی غرق بحر ذات حق

ترجمہ۔ اللہ کے سوا ہر چیز کو فنا سمجھ اور کل شیی ھالک کے فرمان کو یاد رکھ۔ پوری مخلوق کی نفی کرنے کے بعد تجھ پر حق ثابت ہو جائے گا تا کہ تو ذات حق کی وحدت کے سمندر میں غوطہ زن ہو سکے (یہاں رسل وانبیاء کی بھی نفی لازم فرمادی ہے۔ محبت کے معاملے میں وہ سب سے غیر تمند ہے کہ محبت کے معاملے میں کوئی

شراکت اور حصہ داری ہرگز پسند نہیں فرماتا تو اسی سے محبت کر ہر چیز اسی کی جانب سے اور ہر شی اسی کی حکمت سے سمجھ اپنے آپ کو نفس اور خلق سے جدا کر لے۔ سب ماسوا اللہ سے ارادے توڑ ڈال (مقالہ نمبر ٦٦ فتوح الغیب و طلوع مہر ص ٨)

٥۔ ساری مخلوق عاجز ہے نہ کوئی تجھ کو نفع پہنچا سکتا ہے اور نہ نقصان۔ (فیوض یزدانی۔ طلوع مہر ص ٨)

٦۔ حضرت شیخ اپنے مخصوص تحقیقی انداز میں معبودان باطلہ کی تشریح کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں۔

آج تو اعتماد کر رہا ہے اپنے نفس پر۔ مخلوق پر اپنے دیناروں پر اپنے درہموں پر۔ اپنی خرید و فروخت اور اپنے شہر کے حاکم پر۔ ہر چیز کہ جس پر تو اعتماد کرے وہ تیرا معبود ہے اور ہر شخص جس سے تو خوف کرے یا توقع رکھے وہ تیرا معبود ہے اور ہر وہ شخص جس پر نفع اور نقصان کے متعلق تیری نظر پڑے اور تو یوں سمجھے کہ حق تعالیٰ اسی کے ہاتھوں سے ان کا نفع و ضرر جاری کرنے والا ہے تو وہ تیرا معبود ہے۔ (رسالہ طلوع مہر ص ٨،٩)

ان عبارات اور اسی قسم کی دیگر عبارات جن کی شاہ صاحب کے رسالہ ھذا اور دیگر تالیفات میں بھرمار ہے ان سب کا لب لباب ہر شخص واضح طور پر یہی سمجھتا ہے کہ رسل و انبیاء علیہم السلام اور اولیاء و احباء خداوند تعالیٰ کی محبت اور تعظیم و تکریم اور ان سے امید و رجاء اور نفع و ضرر کی توقع اور ان سے توسل اور تشفع شرک ہے اور توحید باری کے سراسر منافی اور یہ حضرات وصول الی اللہ میں حجاب اور مانع ہیں **العیاذ باللہ** ان کو خداوند تعالیٰ تک پہنچانے والے راستہ سے جب تک دور نہ کیا جائے اور تیغ لا کے ساتھ ان کو قتل نہ کیا جائے اور ان کو ہلاک اور فانی اور نیست و نابود نہ سمجھا جائے تو باری تعالیٰ تک رسائی ممکن نہیں ہے۔ اور حضور شیخ عبدالقادر جیلانی ہی اس کے قائل نہیں تھے بلکہ

حضرت رومی اور حضرت قصوری بھی اسی نظریہ کے پابند تھے اور اسی راہ کے راہ رو تھے نعوذ باللہ من ذالک حالانکہ یہ دعویٰ الحادوزندیقیت ہے اور خلاف اسلام وایمان۔

حضرت شاہ صاحب نے بمصداق۔

ہم تو ڈوبے ہیں صنم

تم کو بھی لے ڈوبیں گے

ان مقدس بزرگوں کوبھی اس الحادوزندقہ اور بیدینی کا مرتکب قرار دے ڈالا العیاذ باللہ تعالیٰ

حضرت علامہ سید محمود آلوسی قدس سرہ نے اپنی مایہ ناز تفسیر روح المعانی (جلد۱۲ ص۸۵) پر بعض متصوفہ کے اسی قسم کے نظریہ کو بیان فرما کر رد فرمایا۔ عبارت ملاحظہ ہو۔

ویرد بها ایضا علیٰ بعض المتصوفة القائلین بانه لا حاجة للخلق الیٰ ارسال الرسل علیهم السلام. قالوا الرسل سوی الله تعالیٰ وکل ما سواه سبحانه حجاب عنه جل شانه فالرسل حجاب عنه تعالی و کل ما هو حجاب لا حاجة للخلق الیه فالرسل لا حاجة الیهم وهذا جهل ظاهر و لعمری انه زندقة و الحاد و فساده مثل کونه زندقة فی الظهور ویکفی فی ذالک منع الکبریٰ القائلة بان کل ما سواه سبحانه حجاب عنه فان الرسل وسیلة الیٰ الله تعالی والوصول الیه لا حجاب وهل یقبل ذو عقل ان نائب السلطان فی بلاده حجاب عنه. هب هذا القائل امکنه الوصول الیه سبحانه بلا واسطة بقوة الریاضة والاستعداد و القابلیة فالسواد الاعظم الذین لا یمکنهم ما امکنه کیف یصنعون وممن ینتظم فی سلک هؤلاء الملحدین البراهمة فانهم ایضاً نفوا النبوة لکنهم استدلوا بان العقل کاف فیما ینبغی ان یستعمله المکلف فیاتی بالحسن ویجتنب القبیح ویحتاط

فی المشتبہ بفعل او ترک فالانبیاء علیھم السلام اما ان یاتوا بما یوافق العقل فلا حاجۃ معہ الیھم او بما یخالفہ فلا التفات الیھم (ص۸۵ج۱۴)

ترجمہ:قول باری تعالیٰ "ینزل الملائکۃ بالروح من امرہ علیٰ من یشاء من عبادہ" میں بعض خام اور نا تمام مصنوعی صوفیوں کا رد بھی ہے جو اس امر کے قائل ہیں کہ مخلوق کو بعثت رسل کی حاجت وضرورت نہیں ہے اور دلیل دیتے ہوئے یوں کہا۔رسل کرام ماسوا اللہ ہیں۔اور تمام ماسوا اللہ اس سے حجاب اور مانع ہیں لہذا رسل و انبیاء بھی اللہ سے حجاب اور مانع ہیں۔اور جو اللہ تعالیٰ سے حجاب و مانع ہوں مخلوق کو ان کی طرف محتاج نہیں ہو سکتی لہذا رسولوں کی طرف مخلوق کو قطعاً کوئی احتیاج نہیں ہے۔

(اس استدلال (اور قیاس مرکب) کا رد کرتے ہوئے علامہ آلوسی فرماتے ہیں)

یہ واضح جہالت اور لاعلمی ہے۔مجھے میرے خالق زیست وحیات کی قسم کہ یہ الحاد و زندقہ ہے اور جس طرح اس کا زندقہ اور بے دینی ہونا ظاہر ہے اس طرح اس کا فساد بھی ظاہر اور واضح ہے اور اس کے رد میں یہ قدر کافی ہے کہ اس قیاس کے کبریٰ کو ممنوع اور نا قابل تسلیم قرار دے دیا جائے یعنی اس قضیہ (جملہ) کو کہ جمیع ماسویٰ اللہ اللہ تعالیٰ کے لئے حجاب ہیں اور اس تک وصول میں مانع اور رکاوٹ ہیں۔کیونکہ رسل کرام تو اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس تک وصول کا وسیلہ ہیں نہ کہ اس کے لئے حجاب و مانع۔کیا کوئی معمولی عقل اور سوجھ بوجھ رکھنے والا اس بات کو قبول کر سکتا ہے کہ بادشاہ کا نائب سلطنت اس سے حجاب اور مانع ہے۔

چلو مان لیتے ہیں کہ اس مدعی کے لئے اللہ تعالیٰ تک وصول بلا واسطہ و وسیلہ ممکن ہو گا یہ اپنی ریاضت اور قوت استعداد اور ذاتی قابلیت کی بدولت واصل ہو سکتا ہو گا لیکن وہ سواد اعظم اور جمہور اہل اسلام جن میں یہ استعداد و صلاحیت اور اہلیت و قابلیت اور مجاہدات وریاضات نہ پائے جائیں اور وصول الی اللہ ان کے لئے بذات خود ممکن نہ ہو تو

وہ کیا کریں (اور دولت وصل کس طرح حاصل کریں؟) ان ملحدین متصوفہ کے زمرہ میں داخل ہونے والوں میں برہمن بھی شامل ہیں کیونکہ انہوں نے بھی نبوت و رسالت کی نفی کر دی اور ضرورت رسالت کا انکار کر دیا لیکن ان کا استدلال (ان ملحد صوفیوں سے جداگانہ ہے) وہ کہتے ہیں کہ عقل انسانی ہر مکلّف کے لئے قابل عمل امور میں کافی ہے لہٰذا جس کو عقل اچھا سمجھے اس کو روبہ عمل لائے اور جس کو برا سمجھے اس سے دور رہے اور جو مشتبہ ہو اس کے فعل یا ترک میں احتیاط سے کام لے۔

لہٰذا انبیاء علیہم السلام اگر ایسا حکم دیں جو تقاضائے عقل کے موافق ہو تو عقل کا حکم ہوتے ہوئے ان کی طرف کیا محتاجی ہے اور اگر ان کا حکم تقاضائے عقل کے خلاف ہے تو وہ نا قابل التفات ہے (اس لئے انبیاء و رسل کی ضرورت نہیں اور نہ مخلوق کو ان کی طرف احتیاج ہے)

علامہ سید محمود آلوسی کے کلام سے یہ بات واضح ہوگئی کہ ماسوی اللہ اور غیر حق و غیرہ کلمات کو اپنے عموم پر رکھ کر رسل و انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام علیہم الرضوان کو عام اشیاء اور عوام الناس کے ساتھ شامل کر دینا اور ان کو اللہ تک رسائی اور وصول میں حجاب اور مانع تسلیم کر لینا ملحدین اور زندیقوں کا نظریہ ہے اور وہ برہمنوں کے ہمنوا اور ہم مذہب ہیں۔

اس نظریہ و عقیدہ کے بطلان و فساد کو بندہ نے اپنی مبسوط کتاب ''گلشن توحید و رسالت'' میں مدلل اور مبرہن انداز میں بیان کر دیا ہے اور آیات کلام مجید۔ احادیث رسول ﷺ اور اقوال اکابر حتی کہ علامہ ابن تیمیہ جیسے رئیس الوھابیہ کی تصریح و توضیح بھی ذکر کی ہے کہ نبی مکرم ﷺ امر و نہی اور اخبار و بیان میں اللہ تعالیٰ کے نائب اور قائم مقام ہیں اور اللہ تعالیٰ کی عزت و تکریم کا سبب موجب اور نبی اکرم ﷺ کی عزت و تکریم اور تعظیم و توقیر کی جہت اور سبب و باعث ایک ہی ہے ان میں فرق کرنا جائز ہی نہیں ہے۔

شاہ اسماعیل نے بھی ان کو بحیثیت نبی و رسول کے تو بڑائی کا مالک تسلیم کیا چلو بڑے بھائی کی طرح سہی لیکن شاہ نصیر الدین نے ان کو واجب القتل سمجھنا اور ہلاکت و فنا اور بربادی و تباہی کا محل و مورد اور نشان عبرت ماننا لازم ٹھہرا دیا ہے اور اس طرح اس سے بھی سبقت لے جانے کی سعی نامسعود اور جہد نا مشکور کا ارتکاب کیا اور ساتھ ہی مقبولان بارگاہ خداوند تعالیٰ کو بھی اس ضلالت و گمراہی اور الحاد و بے دینی کی طرف گھسیٹنے کی ناکام کوشش کی۔ حالانکہ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے اپنے ارشادات بصراحت اس کشید کردہ مطلب و مفہوم کے سراسر خلاف ہیں اور شاہ نصیر الدین کے پاس ان کا جواب بھی نہیں ہے اس لئے میرے مقالہ کے بارے میں صرف اتنا کہنے پر اکتفا کیا کہ ہم اس کے جواب کا حق محفوظ رکھتے ہیں حالانکہ رسالہ اعانت و استعانت کی شرعی حیثیت میں اس کا جواب لازم تھا کیونکہ سیدنا غوث پاک رضی اللہ عنہ نے مقبولان بارگاہ ناز کو مظہر تکوین قرار دیا اور سراپا قدرت تسلیم کیا جن کا دیکھنا، سننا چلنا پھرنا بولنا پکڑنا وغیرہ سبھی اللہ تعالیٰ کی قدرت کے مظہر کے طور پر ہوتا ہے اور ان کو عباد و بلاد کا نگہبان اور نگران مانا ہے ان سے خداداد طاقت و قدرت اور تصرفات و تدبیرات کا مالک ہونے کی وجہ سے استمداد و استعانت کیونکر جائز نہیں ہوگی حتی کہ شاہ نصیر الدین کے مابہ الاستدلال مقالہ میں بھی آپ نے مشائخ کو مریدین کے ارادوں اور خواہشات کو توڑنے اور نیست و نابود کرنے میں مؤثر اور محتاج الیہ قرار دیا اور معاون و مددگار تسلیم فرمایا تو اس کا جواب بھی لازم تھا کہ یہ کسر شہوات اور اہلاک ارادہائے مریدین بحیثیت خلق ہے تو شرک کیوں نہیں اور بحیثیت کسب و سبب ہے تو بعد والے مراحل میں شرک کیوں ہے اور اسی محسن شیخ کو مصلوب و مغضوب اور مبغوض و معذب و معاقب سمجھنا کیوں ضروری ہے اور روحانی مراتب طے کرانے والوں کے احسان عظیم کا بدلہ کیا یہی ہوسکتا تھا۔ جو جسمانی تربیت کے سبب ہوں ان کا تو اللہ تعالیٰ یہ حق بنائے کہ اپنی توحید عبادت

کے ساتھ ہی ان کی خدمت گزاری اوران سے نکوکاری کو بھی لازم ٹھہرایا جائے۔قال اللہ تعالیٰ "قضیٰ ربک ان لا تعبدوا الا ایاہ وبالوالدین احسانا"۔اوران کو بڑھاپے کی صورت اوراولاد کی طرف محتاجی کی صورت میں ان کواف کہنا اورجھڑکنا حرام ٹھہرائے اورنرم وشیریں لہجہ میں بات کرناواجب فرمائےقال اللہ تعالیٰ "اما یبلغن عندک الکبر احدھما او کلاھما فلا تقل لھما اف ولا تنھرھما وقل لھما قولا کریماً" اوراگروہ کافرومشرک ہوں تو بھی دنیوی معاملات میں ان کے ساتھ حسن سلوک اورنیک برتاؤ کولازم وضروری قراردے(البتہ عقیدہ میں موافقت کوجائز نہیں رکھا)قال تعالیٰ ان جاھداک علیٰ ان تشرک بی ما لیس لک بہ علم فلا تطعھما وصاحبھما فی الدنیا معروفاً

جس طرح اپناشکرفرض قراردیااسی طرح ان کاشکربھی لازم قراردیا۔ قال اللہ ووصینا الانسان بوالدیہ (الی) ان اشکرلی ولوالدیک الیّ المصیر۔ اوران کے ساتھ ہرطرح کی نیکی اوربھلائی کاحکم دیتے ہوئےفرمایا"ووصینا الانسان بوالدیہ حسناً"۔

لیکن اس کے برعکس جواللہ تعالیٰ کےمحبوب ومقبول بھی ہوں اورمریدین کے نفوس اورخواہشات وغیرہ کونیست ونابوداورمعدوم وفنا کر کےان کواللہ تعالیٰ کےحریم ناز تک پہنچائیں سلوک اورسیرالی اللہ کے مراحل طے کراکروصل کی دولت سے ہمکنارکریں اوراس کی بارگاہ قدس میں داخل کر کے سیرفی اللہ کے رتبہ علیاپرفائزہونے کا سبب بنیں ان کے ساتھ یہ سلوک کیاجائے کہ واجب القتل بھی سمجھناواجب ہواورہالک وفانی بھی اورمجبورو بےبس اورمعتوب ومغضوب بھی اوروصل باری میں حجاب اورمانع بھی ماننافرض ہواوران کومکمل طورپرفراموش کرنااورنظرانداز کرناجان توحیدہواورروح تفرید۔

لعنت بریں عقیدہ باد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شاہ نصیر الدین صاحب کی طرف بھیجا جانے والا قلمی مقالہ

محترم المقام ذوالمجد والا کرام حضرت صاحبزادہ پیر سید نصیر الدین صاحب دامت برکاتہم العالیہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ' مزاج گرامی! ڈھوک دھمن میں جناب والا نے اپنے خطاب دلنواز میں حضرت سیدنا غوث اعظمؓ کی طرف منسوب اور فتوح الغیب میں منقول عبارت "واجعل الخليقة اجمع كرجل كنفه سلطان الخ" پر ہونے والی تنقید کے جواب میں صرف اس امر پر زور دیا اور اس پر اکتفا کو کافی وافی قرار دیا کہ کیا عبارت کتاب مذکور میں موجود نہیں اور حضور شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز کا فرمان نہیں ہے؟ اگر ہے اور یقیناً ہے تو پھر ان کی غوثیت اور قطبیت کبریٰ ماننے والوں کو ان کا یہ فرمان بھی بہ دل و جان تسلیم کرنا لازم ہے اور رسالہ طلوع مہر میں بھی اس قسم کا جواب دینے پر اکتفا کیا گیا ہے۔

حالانکہ تنقید کرنے والوں کا کہنا یہ تھا کہ جن کو ہم مالک ومختار مانتے ہیں اور جن سے افادہ افاضہ اور منفعت کے حصول کی امید وابستہ کرتے ہیں اور جن سے شفاعت اور نگاہ کرم کے امیدوار ہیں وہ ایسے لوگ نہیں جن کو سولی پر لٹکا دیا گیا ہو اور ان کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں اور پاؤں میں بیڑیاں ڈال دی گئی ہوں اور ان کو سولی پر لٹکانے والا ان کے پاس مکمل طور پر مسلح ہو کر بیٹھا ہو اور ہر ہتھیار سے ان پر وار کر رہا ہو۔

بلکہ ہم تو استعانت واستمداد ان مقدس ہستیوں سے کرتے ہیں اور دعاء ونگاہ اور شفاعت وسفارش کی امید ورجاء صرف اور صرف ان سے رکھتے ہیں جو نہ صرف خود اللہ تعالیٰ کے محبوب ومقبول اور مطلوب ومراد ہیں بلکہ ان کے غلاموں اور خادمان بارگاہ کو بھی اللہ تعالیٰ محبوب بنا لیتا ہے۔" قل ان كنتم تحبون الله فاتبعوني يحببكم الله" اور جو

کثرت نوافل کی وجہ سے مقام محبوبیت پر فائز ہوتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے انوار وتجلیات کے مظاہر بن جاتے ہیں اور اس کے انوار سے سنتے اور دیکھتے ہیں اور انہی کے ساتھ پکڑتے اور دستگیری کرتے ہیں اور انہی کے ساتھ فریادیوں کے پاس امداد کے لئے پہنچ جاتے ہیں (کماورد فی الحدیث القدسی) **کنت سمعه الذی یسمع به وبصره الذی یبصر به** (الحدیث) وہ بندہ محبوب اگر مانگے گا تو بارگاہ الوہیت سے اسے ضرور عطا ہوگا اور اللہ تعالیٰ سے امداد واعانت اور پناہ وتحفظ طلب کرے گا تو اللہ تعالیٰ منصب محبوبیت کی لاج رکھتے ہوئے اس کا مسئول مطلوب ضرور مہیا فرمائے گا اور ضرور بالضرور اس کی امداد واعانت فرمائے گا اور پناہ وتحفظ مہیا فرمائے گا۔

"لئن سئالنی لاعطینه ولئن استعاذنی لاعیذنه" لہذا ایسے مقبولان بارگاہ کو سولی پر لٹکے اور ہتھکڑیوں، بیڑیوں میں جکڑے شخص کے ساتھ تمثیل وتشبیہ دینا جس پر سولی چڑھانے والا ہر طرح کے اسلحہ سے وار کر رہا ہو کیونکر روا ہوسکتا ہے؟ علی الخصوص سید الرسل اور امام الانبیاء سید المحبوبین ﷺ کے حق میں ایسی تمثیل وتشبیہ کا تصور کیونکر ہوسکتا ہے؟ جب کہ قیامت کے دن اللہ رب العزت کے اہل ایمان کے روبرو جلوہ فرما ہونے کے باوجود سبھی اہل ایمان عوام اور خواص بلکہ اخص الخواص بارگاہ مصطفیٰ ﷺ میں سوالی بن کر حاضر ہوں گے کما قال النبی علیه السلام **" اخرت الثالثه لیوم یرغب الی الخلق کلهم حتی ابراهیم "** میں نے اجابت وقبولیت کی ضمانت یافتہ تین دعاؤں میں سے دو کو یہاں استعمال کرلیا ہے لیکن تیسری دعا کو اس دن کے لئے بچا رکھا ہے جب کہ تمام مخلوق میری طرف راغب اور متوجہ ہوگی حتی کہ ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام بھی۔ نیز روز قیامت امتوں کے سوال شفاعت پر آدم ونوح، ابراہیم خلیل اللہ اور موسیٰ کلیم اللہ نیز عیسیٰ روح اللہ علیہم السلام یہ نہیں فرمائیں گے کہ سیدھے اللہ تعالیٰ کے پاس حاضر ہو جاؤ اور اس سے عرض والتجا کرو ادھر ادھر غیروں کے پاس جا کر کیوں مشرک بنتے ہو اور توحید وایمان کی پونجی کیوں

برباد کرتے ہو آج تو مشرک لوگ بھی اپنے شرک سے منحرف اور منکر ہو رہے ہیں۔ کما قال اللہ تعالیٰ حکایۃ عنھم " واللہ ربنا ما کنا مشرکین " تو کیا اب تم ان کی سیٹ سنبھالنا چاہتے ہو ؟ عقل و خرد سے کام لو اور شرک جیسے عظیم گناہ کا ارتکاب نہ کرو بلکہ آدم علیہ السلام حضرت نوح علیہ السلام کے پاس جانے کا مشورہ دیں گے اور وہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی بارگاہ میں حاضری کا اور آپ انہیں موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کے دراقدس پر جا کر ملتجی ہونے کا اور وہ حضرت عیسی روح اللہ علیہ السلام سے درخواست کا مشورہ دیں گے جب کہ وہ حضور سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ ناز میں حاضر ہو کر شفاعت اور سفارش اور آپ کی شایان شان امداد و اعانت کا مطالبہ کرنے اور مسئول و مطلوب کے حتمی طور پر حاصل کرنے کا مشورہ دیں گے "کما ورد فی الصحاح وقدرہ المشترک متواتر المعنی وان کانت تفاصیلہ ثابتہ بالاحاد تو کیا سبھی امتیں بلکہ خواص اولیاء و ابدال اور اغواث و اقطاب اور اخص الخواص حضرات انبیاء علیہم السلام اس مقام توحید سے نا آشنا ہوں گے؟ العیاذ باللہ تعالیٰ وغیر ذالک من الدلائل لہٰذا اس تمثیل و تشبیہ کا انطباق ان خواص اور اخص الخواص حضرات پر قطعاً نہیں ہو سکتا۔ تو اس تنقید اور اعتراض اور رد و انکار کے جواب میں صرف اتنا کہہ دینا اور اس پر مصر رہنا کہ کیا یہ غوث اعظم کا فرمان نہیں؟ کیا فتوح الغیب میں یہ عبارت موجود نہیں ہے؟ کیا میں نے اپنی طرف سے یہ عبارت لکھی ہے؟ وغیرہ وغیرہ قطعاً کافی نہیں ہے اور نہ ہی اس کو جواب کہا جا سکتا ہے کیونکہ سوال اس عبارت کی موجودگی کا نہیں اور نہ فتوح الغیب کی آپ کی طرف نسبت کا۔ تنقید و اعتراض کرنے والوں کا مدعا اور مقصد یہ ہے کہ حضور غوث اعظمؓ کا مطلب و مقصد یہ نہیں ہو سکتا کہ محبوبان خداوند تعالیٰ اس مصلوب کی مانند ہیں کیونکہ کسی کا سولی پر لٹکایا جانا اور دست و پا کا مقید ہونا اور اس پر تمام تر اسلحہ کا چلایا جانا اس کی توہین و تذلیل کی انتہا ہے اور مجبوری و بے بسی کی بھی اور یہ حضرات اللہ تعالیٰ کے محبوب' اس کے نائب اور خلفاء ہیں اور

مدبرات امرااور کارکنان قضاء وقدر ہیں اور واسطہ جود ونوال اور قاسم انعامات الٰھیہ ہیں ان کا مرتبہ و مقام بہت بلند و بالا ہے اور ارفع و اعلیٰ ہے اور ایسی تمثیلات وتشبیہات سے منزہ و مبرا ہیں اس کا جواب صرف اور صرف یہ تھا کہ حضور غوث اعظمؓ کا بالکل یہی مدعا اور مقصود ہے جو میں نے بیان کیا اور وہ آپ کی فلاں فلاں عبارات سے ثابت ہے لیکن ایسی کوئی کوشش نہیں کی گئی کیونکہ عبارت کتاب میں موجود ہونے سے اور کتاب کی نسبت آپ کی طرف درست ہونے سے یہ کیسے لازم کہ واقعی آپ کا مدعا و مقصود بھی یہی تھا کہ یہ مقدس ترین اور محبوبان خداوند تعالیٰ اس مصلوب کی مانند ہیں۔

ا۔ دیکھیے حضرت سیدنا علی المرتضیٰؓ نے جب تحکیم قبول فرمالی اور حضرت ابوموسیٰ اشعری اور حضرت عمرو بن عاصؓ کو ثالث تسلیم کرلیا تو خوارج کی طرف سے آپ پر شرک کا فتویٰ عائد کردیا گیا اور انہوں نے اپنے اس دعویٰ پر اللہ تعالیٰ کے آخری نبی و رسول حضرت محمد ﷺ پر نازل ہونے والی آخری کامل و اکمل کتاب کی آیت کو دلیل بنایا اور کہا قرآن مجید کا ارشاد ہے "ان الحکم الا للّٰہ" اور تم نے غیر اللہ کا حکم مان لیا لہٰذا تم مشرک ہوگئے تو آپ کا جواب یہ تھا "کلمۃ حق ارید بھا الباطل" آیت برحق ہے مگر اس سے جو معنیٰ کشید کیا گیا ہے وہ باطل اور ناحق ہے لہٰذا واضح ہوا کہ قرآن مجید کی نص قطعی پیش کرنے والا بھی ضروری نہیں کہ حق پر ہو اور جو کچھ اس نے سمجھا ہو اللہ کی مراد بھی وہی ہو بلکہ سراسر باطل اور ناحق عقیدہ پر بھی ہوسکتا ہے۔

۲۔ حضرت سیدنا عبداللہ بن عمرؓ کے متعلق بخاری شریف میں مروی و منقول ہے "کان بن عمر یراھم شرار خلق اللہ وقال انھم انطلقوا الیٰ آیات نزلت فی الکفار فجعلوھا علیٰ المومنین" حضرت عبداللہ بن عمرؓ خوارج کو اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوق سے بدتر سمجھتے تھے اور فرماتے کہ ان آیات کریمہ کو جو کفار و

مشرکین کے حق میں نازل ہوئی ہیں وہ ان کو اہل ایمان پر منطبق کرتے ہیں اس لئے میری نظر میں یہ تمام ترمخلوق سے بدترین ہیں۔

۳۔ اہل تشیع اور علمائے دیو بند بلکہ قادیانی اپنے اپنے دعاوی پر قرآنی آیات پیش کرتے ہیں تو کیا ان کے فاسدو باطل اور ناحق و ناصواب دعووں کو اس لئے تسلیم کرلیا جائے کہ وہ قرآن مجید کی آیات بینات کو دلیل کے طور پر پیش کررہے ہیں؟

مقام افسوس ہے کہ وہ مقبول ہستی جن کا بولنا اللہ تعالیٰ کا بولنا "وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ" جن کی بیعت اللہ تعالیٰ کی بیعت اور جن کا ہاتھ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ "ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیھم" جن کا مارنا اللہ تعالیٰ کا مارنا "وما رمیت اذ رمیت ولٰکن اللہ رمیٰ" جن کی اطاعت اللہ تعالیٰ کی اطاعت "من یطع الرسول فقد اطاع اللہ" جن کو حاکم ماننا شرط ایمان "فلا وربک لا یؤمنون حتی یحکموک فیما شجر بینھم" جن کے امر و حکم کو دل و جان سے تسلیم کرنا مدار ایمان "ما کان لمؤمن ولا مومنۃ اذا قضیٰ اللہ ورسولہ امراً ان یکون لھم الخیرۃ من امرھم" جن کا عصیان موجب ضلال اور اللہ تعالیٰ کے عصیان کے مترادف "من یعص اللہ ورسولہ فقد ضل ضلالاً مبیناً" جن کے امر و حکم سے سبقت اللہ تعالیٰ کے امر اور حکم سے تقدم اور سبقت "لا تقدموا بین یدی اللہ ورسولہ" جن کو ایذاء رسانی اللہ تعالیٰ کو ایذا پہنچانے کے برابر اور موجب لعنت اور باعث عذاب ہیں "ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا والآخرۃ واعدلھم عذابا مھینا" جو محبت کے لزوم و وجوب میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ شامل اور تمام مخلوق سے محبت میں مقدم "ان کان آباء کم وابناء کم واخوانکم وازواجکم وعشیرتکم واموال ن اقترفتموھا وتجارۃ تخشون کسادھا ومساکن

ترضونها احب اليكم من الله ورسوله وجهاد فی سبیله فتربصوا حتی یاتی الله بامره. وغیر ذالک من الآیات البینات" انہی دلائل قاھرہ اور بینات باہرہ کو دیکھ کر وہابیہ کے مقتداء و پیشوا شیخ ابن تیمیہ کو بھی اعتراف کرنا پڑا "فی ھذا وغیرہ بیان لتلازم الحقین وان جهة حرمة الله تعالیٰ وجهة حرمة رسوله جهة واحدة فمن آذی الرسول فقد آذی الله ومن اطاعه فقد اطاع الله لان الامة لا یصلون ما بینهم وبین الله الا بواسطة الرسول لیس لاحد منهم طریق سواه ولا سبب غیره وقد اقامه الله مقام نفسه فی امره ونهیه واخباره وبیانه فلا یجوزان یفرق بین الله وبین رسوله فی شیٔ من هذه الامور۔ (الصارم المسلول ۴۱)

ان آیات کریمہ میں دونوں حقوق کے تلازم کا بیان ہے اور اس امر پر دلالت ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عزت و حرمت اور محبوب کریم علیہ السلام کی عزت و حرمت کی جہت اور حیثیت ایک ہی ہے لہٰذا جس نے رسول کریم کو تکلیف پہنچائی اس نے اللہ تعالیٰ کو تکلیف پہنچائی اور جس نے نبی محتشم کی اطاعت کی اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی کیونکہ تمام تر امت اپنے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان ربط و تعلق اور رب تعالیٰ کے ساتھ وصل و قرب نہیں حاصل کرسکتی مگر رسول معظم ﷺ کے طفیل کیونکہ آپ کے علاوہ ان کے لئے کوئی راستہ نہیں اور آپ کے بغیر ان کا کوئی سبب اور وسیلہ نہیں ہے۔ تحقیق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی ذات مقدسہ کے قائم مقام بنایا ہے امر اور نہی میں اور اخبار و بیان میں بھی لہٰذا یہ جائز ہی نہیں ہے کہ ان امور میں سے کسی میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مقبول ﷺ میں فرق کیا جائے اور دوئی و غیریت سمجھی جائی نیز احادیث طیبہ اور قرآن مجید کی آیات مقدسہ سے ہی ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی رضا کا طالب ہے اور آپ کی پریشانی اور تکلیف و ایذاء رسانی پسند نہیں فرماتا قال اللہ تعالیٰ "ولسوف یعطیک ربک فترضی" اور ضرور تمہیں

تمہارا رب اتنا دے گا کہ تم اس پر راضی ہو جاؤ گے وقال اللہ تعالیٰ "قد نری تقلب وجھک فی السماء فلنولینک قبلة ترضٰها" تحقیق ہم آپ کے چہرہ انور کا بلندی کی طرف اٹھنا دیکھ رہے ہیں پس ہم ضرور بالضرور تمہیں وہ قبلہ عطا کریں گے جس کو تم پسند کرتے ہو۔

نیز فرمایا "سنرضیک فی امتک ولا نسئوک" ہم آپ کو اپنی امت کے بارے میں راضی کریں گے اور مشقت گرانی سے دوچار نہیں کریں گے۔

آپ ﷺ بروز قیامت انبیاء کرام اور امتوں کی منت وزاری کے پیش نظر اپنے منصب شفاعت کا اعلان کرتے ہوئے فرمائیں گے "انالھا انالھا" شفاعت کے لئے میں ہوں شفاعت کے لئے میں ہوں اور جب اللہ تعالیٰ کے حضور حریم قدس میں حاضر ہو کر چہرہ والضحیٰ کو زمین نیاز پر رکھیں گے اور تمام امتوں کے لئے شفاعت کے طلبگار ہوں گے تو اللہ تعالیٰ کس قدر اعزاز واکرام اور محبت و پیار کا مظاہرہ کرے گا وہ اس ارشاد خداوندی سے روز روشن کی طرح واضح ہے۔

یا محمد ارفع راسک قل تسمع سل تعط واشفع تشفع اے محبوب سر ناز زمین سے اٹھائیے تم بولتے جاؤ میں سنتا جاؤں گا تم مانگتے جاؤ میں دیتا جاؤں گا تم جس جس کی شفاعت کرتے رہو گے میں قبول کرتا رہوں گا اور اسی اعزاز واکرام اور تعظیم و تکریم کی وجہ سے آپ نے فرمایا انا خطیبھم اذا انصتو وانا مستشفعھم اذا جسوا. (الحدیث)۔ میں تمام اہل محشر اور بالخصوص انبیاء علیھم السلام کی طرف سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کلام کرنے اور حق ترجمانی ادا کرنے والا ہوں گا اور ان کی شفاعت کرنے والا ہوں گا جب ان کو میدان محشر میں روک دیا جائے گا۔ الغرض جن کو اللہ تعالیٰ مقام محمود عطا فرمائے اور اپنے مظہر جلالت وسطوت یعنی عرش عظیم کے دائیں پہلو میں مقام محمود پر بٹھائے اور منصب شفاعت کبریٰ پر فائز فرمائے اور سب اہل محشر کو ان کے در کا سوالی بنائے اور ان کا

سب کے لئے شفیع اور سب کے لئے واسطہ و وسیلہ ہونا اور مبدء فیوض اور مصدر برکات ہونا واضح فرمائے تو کون مسلمان ان کو سولی پر لٹکے حقیر و ذلیل انسان اور قہر و غضب کے نشانہ بننے والے شخص کی مانند سمجھ سکتا ہے؟ اور ان کی طرف راغب اور متوجہ ہونے والوں اور شفاعت و سفارش کی بھیک مانگنے والوں کو عقل و خرد سے بیگانہ علم و ادراک سے تہی دامن بلکہ مجنون اور جانور سمجھ سکتا ہے اور بالخصوص وہ ہستی ایسے کلمات ان قدسی صفات پیغمبران کرام اور اولیاء عظام کے حق میں کیونکر استعمال کر سکتے ہیں جو خود اللہ تعالیٰ کے ہاں بلند و بالا مقام کے مالک ہوں اور غوثیت و قطبیت کا منصب سنبھالے ہوئے ہوں اور مدبرین امور کائنات اور کارکنان قضاء و قدر سے ہوں اور اپنے خداداد کمالات اور تصرفات و اختیارات کو بیان کرتے ہوئے فرمائیں۔

مقام غوث بزبان غوث اعظمؓ

۱۔ بلاد اللہ . ملکی تحت حکمی .... اللہ تعالیٰ کے تمام بلاد اور آبادیاں میرا ملک ہیں اور میرے زیر فرمان

۲۔ وما منها شهور او دهور. تمر وتنقضی الااتالی .... تمام مہینے اور سال جو گزرنے اور جاری ہونے والے ہوتے ہیں وہ بغرض اذن اور اجازت میرے پاس حاضر ہوتے ہیں۔

۳۔ وولانی علی الاقطاب جمعاً فحکمی نافذ فی کل حال .... اللہ تعالیٰ نے مجھے تمام اقطاب پر والی اور حکمران بنا دیا ہے پس میرا حکم ہر حال میں نافذ اور موثر ہے۔

۴۔ الم تران الله اسبغ نعمهٗ علینا وولا ناقضاء الحوائج .... کیا تو نے دیکھا نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمتیں ہم پر کامل کر دی ہیں اور ہمیں

قضاء حاجات اور حل مشکلات پر مامور فرمایا ہے۔

۵۔ ولو القیت سری فی بحار لصار الکل غوراً فی الزوال

..........اگر میں اپنا سر ولایت سمندروں پر ظاہر کروں تو وہ سبھی گہرائی میں چلے جائیں زوال اور فناء کے لئے۔

۶۔ ولو القیت سری فی جبال لدکت واختفت بین الرمال

..........اگر میں اپنا سر ولایت پہاڑوں پر القاء کروں تو وہ ریزہ ریزہ ہو کر ریت میں پوشیدہ ہو جائیں۔

۷۔ ولو القیت سری فوق میت لقام بقدرة المولیٰ تعالی

..........اگر میں اپنا راز ولایت میت پر ظاہر کروں تو وہ اللہ تعالیٰ کی قدرت اور اذن سے (زندہ ہو کر) اٹھ کھڑا ہوگا۔

۸۔ ولو القیت سری فوق نار لخمدت وانطفت من سر حالی

..........اگر میں ڈالوں اپنا راز ولایت آگ پر تو وہ بے نور ہو جائے اور فوراً بجھ جائے میرے حال اور شان ولایت کے راز سے۔

۹۔ کسانی خلعة بطراز عزم و توجنی بتیجان الکمال..........

اللہ تعالیٰ نے عزم و ہمت کے نقش و نگار سے آراستہ خلعت مجھے پہنائی اور مجھے کمال و خوبی کے بہت سے تاج پہنائے۔

۱۰۔ انا من رجال لا یخاف جلیسھم ریب الزمان ولا یریٰ ما یرھب

..........میں ان لوگوں میں سے ہوں کہ جن کا ہمنشین زمانہ کے حوادث اور خوفناک امور سے خوفزدہ نہیں ہوتا اور نہ خاطر میں لاتا ہے۔

اگر آپ بھی اس مخلوق میں داخل ہوں جو اس مصلوب اور مقہور و مغضوب شخص کی مانند ہے تو پھر حکومت و سلطنت کا دعویٰ اور تنفیذ حکم کا اعلان اور تاجہائے کمال کے ساتھ

سرفراز ہونے کے اعلان نیز اپنے سر ولایت کے ذریعے پہاڑوں کو ریزہ ریزہ کر کے ریت میں دھنسانے سمندروں کو فنا و زوال سے دو چار کرنے آگ کو بے نام ونشان کرنے اور مردوں کو زندہ کرنے کی استطاعت بیان کرنے اور بارگاہ غوثیت میں حاضری دینے والوں کو حوادثات زمانہ اور مہلکات دہر سے تحفظ کی ضمانت دینے کا کیا جواز ہو سکتا ہے؟ اور اگر آپ قطبیت وغوثیت کے تاجدار ہونے کی وجہ سے اس مخلوق میں داخل نہیں تو دیگر اقطاب و اغواث کیسے داخل ہو سکتے ہیں؟ نیز انبیاء کرام اور رسل عظامؑ بالخصوص سید الانبیاء والمرسلین ﷺ ایسے بے مقدار اور مجبور ومعذور مصلوب شخص کی مانند کیونکر ہو سکتے ہیں کیا غوث پاک کے یہ اعلانات قابل قبول نہیں یا ان کو نقل کرنے والے قابل اعتبار نہیں؟ نیز اگر ساری مخلوق اس مصلوب شخص کی مانند ہے اور ان سے منع وعطاء اور خوف ورجاء عبث ہے تو پھر آپ نے یہ اعلانات کیوں فرمائے ہیں۔

(۱) بعزت پروردگار کہ دست حمایت من بر مریدان من مثل آسمان است بر زمین اگر مریدے من جید نیست من خود جیدام۔ بعزت پروردگار وجلال او کہ از پیش عزو جل نروم تا مرا با اصحاب من بہشت نبرد اگر مریدے من در مشرق بود و پردۂ عفت او برافتد و من در مغرب، ہر آئنہ بپوشم پردۂ اورا (اخبار الخیار ۱۹)

مجھے پروردگار جل وعلیٰ کی قسم ہے کہ میری حمایت واعانت کا ہاتھ میرے مریدوں پر ایسے محیط ہے جیسے کہ آسمان زمین کو محیط ہے اگر میرا مرید عمدہ اور بلند مرتبت نہیں تو میں جو عمدہ اور بلند مرتبت ہوں۔

مجھے پروردگار عزوجل کی عزت وجلالت کی قسم کہ میں اس کے سامنے سے نہ ہٹوں گا جب تک کہ مجھے بمع میرے ساتھیوں کے جنت میں داخل نہیں فرمائے گا اگر میرا مرید مشرق میں ہو اور اس کا ستر کھل جائے تو میں مغرب میں ہوتے ہوئے اس کا ستر ڈھانپ دوں گا اور اس کا پردۂ عفت بحال کر دوں گا۔

(۲) من دستگیری میکنم ہر کرا از مریدان من مرکب بلغزد واز پائے درآید تا روز قیامت (تا) مرادر ہر لشکر سلطانے ہست کہ مخالفت کردہ نشود ودر ہر منصبے خلیفہ ایست کہ عزل کردہ نشود ☆ (۱۹ اخبار الاخیار)

میں قیامت تک اپنے ہر اس مرید کی دستگیری کرتا رہوں گا جس کی سواری لغزش کھا جائے گی اور گرے گی۔تا۔میرا ہر لشکر میں (مقرر کیا ہوا) سلطان وامیر ہے کہ جس کے حکم اور فرمان کی خلاف ورزی نہیں کی جاسکتی اور ہر منصب پر میری طرف سے ایسا خلیفہ ہے کہ جس کو معزول نہیں کیا جاسکتا۔

(۳) اے روزہ داران اے شب بیداران اے کوہ نشینان پست باد کوہائے شما' اے صومعہ نشینان منہدم باد صومعہ ہائے شما پیش آئید امر خدائے را' امر ما از خدا است' اے راہرواں اے ابدال اے اوتاد اے پہلواناں اے طفلان بیائید وبگیرید فیض را از دریائے کہ کراں ندارد (اخبار الاخیار ۱۴)

اگر آپ عطا کرنے اور نفع پہنچانے پر باذن اللہ قادر نہیں تو ان لوگوں کو بلانے اور اس ناپیدا کنار سمندر سے فیضیاب ہونے کی دعوت عام دینے کا کیا جواز ہے؟ کیا اوتاد و ابدال اور عباد وزہاد کو صلائے عام دے کر اور کوہ نشینوں صومعہ نشینوں پیر و جوان اور ہر خورد و کلاں کو بلا کر مشرک بنانے کی کوشش فرما رہے تھے؟ جب کہ انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ کرنے اور رجائے عطا صرف اسی سے رکھنے کی بجائے اپنی طرف بلا رہے تھے اگر آپ سے امید ورجا اور استفادہ واستفاضہ شرک نہیں تو دوسرے مقبولان بارگاہ سے امید ورجاء اور استفادہ واستفاضہ شرک کیوں ہے؟

(۴) منم کہ تیغ من مشہور است وقوس من موتور است وتیر من رسندہ است ونیزہ من بے خطاء است... من آتش سوزاں الٰہی ام۔من سلب کنندہ احوال ام۔(اخبار الاخیار ۱۴)

میں وہ (صاحب سطوت وجلال) ہوں کہ میری تلوار بے نیام ہے میری قوس

میں تیر فٹ کیۓ ہوۓ ہیں میرے تیر نشانہ پر لگنے والے ہیں اور میرا نیزہ خطا نہیں ہو سکتا
میں اللہ تعالیٰ کی جلانے والی آگ ہوں میں (اولیاء کرام کے) احوال و مقامات سلب
کرنے اور انہیں ان کے درجات و مراتب سے محروم کرنے پر قادر ہوں۔

اگر آپ نقصان و ضرر اور منع اور سلب پر قادر نہیں تو ان دعاوی کا کیا جواز؟ اگر
آپ ان تصرفات پر باذن اللہ قادر ہیں تو دوسرے مقبولان بارگاہ اور ولایت و قطبیت اور
نبوت و رسالت کے مناصب عالیہ پر فائز حضرات کیونکر ایسے تصرفات کے مالک نہیں ہو
سکتے' اور ان سب کو اس مصلوب و مبغوض اور ہدف ضرب و طعن اور مورد عذاب و عقاب شخص
کی مانند کیونکر تصور کیا جا سکتا ہے؟

الغرض آپ کے ان ارشادات کو ملحوظ رکھتے ہوئے یہ پختہ عقیدہ اور کامل یقین
رکھنا پڑتا ہے کہ آپ کی مراد یقیناً وہ نہیں ہے جو اس عبارت سے کشید کرنے کی سعی کی گئی
ہے یقیناً آپ کامل و اکمل اور مقبولان بارگاہ الوھیت اور محبوبان حریم ربوبیت کے لئے
ایسی تمثیل و تشبیہ نہیں دے رہے کیوں کہ آپ ایسے حضرات کو اللہ تعالیٰ کی صفت تکوین و
خلق کا مظہر سمجھتے ہیں اور مخلوق تک پہنچنے والی اللہ تعالیٰ کی ہر نعمت خواہ ظاہری ہو یا باطنی
اور جسمانی ہو یا روحانی دنیوی ہو یا اخروی ان حضرات کو واسطہ فیض اور وسیلہ انعام سمجھتے
ہیں اور باذن اللہ ان کے لئے مفیض و منعم سمجھتے ہیں اب اس کے متعلق آپ کے
ارشادات ملاحظہ فرماویں۔

مقبولان بارگاہ قدس کا فنافی اللہ اور بقاء باللہ کے بعد مرتبہ و مقام بزبان سیدنا غوث اعظمؓ

۱۔ جب تو اللہ تعالیٰ کے امر کا تابع ہو جائے گا تو ساری کائنات تیرے تابع اور زیر
فرمان ہوگی اور جب تو اس کی منہی اور ممنوع چیز کو ناپسند کرے گا تو تمام تر مکروہ اور

ناپسندیدہ امور تجھ سے بھاگ جائیں گے خواہ تو جہاں بھی ہو اور جس جگہ قیام کرے۔

قال اللہ تعالیٰ فی بعض کتبہ یا ابن آدم انا اللہ لا الہ الا انا اقول للشئی کن فیکون. اطعنی اجعلک تقول للشئی کن فیکون و قال تعالیٰ یا دنیا من خدمنی فاخدمیہ و من خدمک فاتعبیہ (مقالہ نمبر ۱۳ فتوح الغیب)

اللہ تعالیٰ نے اپنی بعض کتابوں میں فرمایا ہے اے ابن آدم میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے میں کسی شئی کو کن کہوں تو وہ فوری طور پر موجود ہو جاتی ہے تو میری اطاعت کر تو میں تجھے بھی اس مقام اور مرتبہ پر فائز کر دوں گا کہ تو بھی جس شئی کو کن کہے گا وہ شئی فوراً عدم سے وجود میں آ جائے گی.........اور اللہ نے فرمایا کہ اے دنیا جو میری خدمت اور عبادت و اطاعت کرے تو اس کی اطاعت کر اور جو تیری خدمت و اطاعت میں رہے تو اسے ہلاکت میں ڈال۔

۲۔ (موت نفس، موت ارادہ اور موت شہوات و ہوائے نفسانی کے وقت) وہ حالت فنا متحقق ہو جاتی ہے جس پر اولیاء اور ابدال کے احوال کا دارومدار ہے **ثم قد یرد الیہ التکوین فیکون جمیع ما یحتاج الیہ باذن اللہ** پھر اس مقام کے مالک کی طرف کائنات کی تخلیق و ایجاد لوٹائی اور سونپی جاتی ہے اور اس میں تصرف کا حق اس کو عطا کیا جاتا ہے تو تمام تر ضروری اور مطلوب اشیاء اللہ تعالیٰ کے اذن و امر سے موجود ہو جاتی ہیں۔

قال اللہ تعالیٰ فی بعض کتب یا ابن آدم انا اللہ لا الہ الا انا اقول للشئی کن فیکون . اطعنی اجعلک تقول للشئی کن فیکون یعنی جس طرح میرے کہنے پر ہر مطلوب الوجود شئی پردہ عدم سے منصۂ شہود پر جلوہ گر ہو جاتی ہے میں تجھے بھی اپنی اس صفت تکوین کا مظہر بنا دوں گا لہٰذا جب تو میرا کامل مطیع اور فرمانبردار ہو جائے گا

تو تو بھی کلمہ کن کہے گا تو ہر مطلوب چیز لباس ہستی پہن کر تیرے حضور موجود اور حاضر ہو جائے گی۔(مقالہ نمبر ۴۶ فتوح الغیب)

(۳) ثم یرد علیک التکوین فتکون بالاذن الصریح (الیٰ) اطعنی اجعلک تقول للشئی کن فیکون وقد فعل ذالک بکثیر من انبیائه. واولیائه. وخواصه من بنی آدم۔(مقالہ نمبر۱۶)

پھر منصب تکوین تیرے سپرد کر دیا جائے گا تو نیست کو ہست اور معدوم کو موجود کرنے لگے گا اللہ کے اذن صریح کے ساتھ جس میں کوئی پردہ وخفا نہیں ہوگا اور سورج کی طرح روشن امارات اور دلائل اس اذن پر دال ہوں گے اور وہ اذن ہر کلام سے لذیذ ترین کلام کے ساتھ متحقق ہوگا اور ایسے سچے الہام کے ساتھ جس میں کوئی اشتباہ والتماس نہیں ہوگا جو کہ نفس کے خیالات فاسدہ اور شیطان لعین کے وسواس سے پاک اور صاف ہوگا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی سابقہ کتب میں سے بعض میں فرمایا اے ابن آدم میں اللہ ہوں اور صرف میں ہی معبود برحق ہوں میری شان والا یہ ہے کہ جس شئی کو کہوں ''کــن'' تو وہ فوراً موجود ہو جاتی ہے تو میری کماحقہ اطاعت کر تو میں تجھے بھی اس مرتبہ کا مالک بنا دوں گا تو جس شیی کی ایجاد اور ہستی کے ارادہ پر ''کــن'' کہے گا تو وہ شیی فوراً تیرے سامنے موجود ہو جائے گی اور اللہ تعالیٰ نے بہت سے انبیاء کرامؑ اور اولیائے کرام علیہم الرضوان اور خواص بنی آدم کو اس مقام ومنصب پر فائز فرمایا ہے۔

۴۔ جب تو سراسر روح مجرد ومنفرد بن جائے اور سرالسر اور غیب الغیب کا مقام رفیع حاصل کر لے (فنا عن الخلق کے بعد) اس وقت عالم غیب سے تجھے یہ انعام و اکرام نصیب ہوگا۔

فحینئذٍ تومن علی الاسرار و العلوم اللدنیة وغرائبها ویرد علیک التکوین وخرق العادات التی هی من قبیل القدرة التی تکون للمؤمنین فی

الجنة تو اس وقت تجھے اسرار ورموز علوم لدنیہ غیبیہ اور ان کے غرائب وعجائب پر امین بنایا جائے گا اور تجھے منصب تکوین اور خرق عادات وکرامات کی قدرت وقوت عطا کی جائے گی جو مومنین کو جنت میں حاصل ہوگی۔

فتکون فی ھذہ الحالة کانک احییت بعد الموت فی الآخرة فیکون کلیتک قدرة تسمع باللہ وتبصر باللہ وتبطش باللہ وتنطق باللہ
(فتوح الغیب مقالہ نمبر ۴۰)

تو اس حالت میں گویا کہ تو موت (اختیاری) کے بعد آخرت میں حیات حقیقی دائمی کے ساتھ زندہ کیا گیا ہے پس تو تمام تر اعضاء و جوارح سمیت سراسر قدرت (خداوندی کا مظہر اتم) بن جائے گا تو سنے گا تو اللہ تعالیٰ (کے نور) کے ساتھ اور دیکھے گا اللہ تعالیٰ (کے نور) کے ساتھ بولے گا تو اللہ تعالیٰ کے (نور کے) ساتھ اور پکڑے گا اور تصرف کرے گا تو اللہ تعالیٰ (کی قدرت) کے ساتھ سعی کرے گا تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ سوچے اور سمجھے گا تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور تجھے سکون وقرار حاصل ہوگا اللہ تعالیٰ کے ساتھ پس اللہ تعالیٰ کے ماسوا سے آنکھیں اور کان بند رکھنے والا ہو جائے گا اور تجھے اللہ تعالیٰ کے وجود کے علاوہ کسی شی کا وجود نظر نہیں آئے گا۔

۵۔ (جب تو مخلوق، خواہشات نفس اور ارادہ سے موت حاصل کرے) **قیل رحمک اللہ واحیاک** تو اس وقت تجھے کہا جائے گا اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم کرے اور تجھے زندگی عطا فرمائے تو اس کے بعد تجھے وہ حیات حاصل ہوگی کہ جس کے بعد موت نہیں اور ایسی غناء حاصل ہوگی کہ جس کے بعد فقر نہیں اور ایسی عطا نصیب ہوگی کہ اس کے بعد منع اور رکاوٹ نہیں اور ایسی راحت ملے گی کہ جس کے بعد شدت اور سختی نہیں اور ایسی نعمتیں عطا ہوں گی کہ ان کے بعد افلاس اور تنگدستی نہیں ہوگی اور ایسا علم حاصل ہوگا کہ جس کے بعد جہل نہیں اور ایسا امن

کہ جس کے بعد خوف نہیں اور ایسی سعادت کہ جس کے بعد شقاوت نہیں اور ایسی عزت کہ جس کے بعد ذلت نہیں اور ایسا قرب کہ جس کے بعد دوری نہیں اور ایسی رفعت اور بلندی کہ جس کے بعد پستی نہیں اور ایسی عظمت کہ جس کے بعد حقارت نہیں اور ایسی طہارت و پاکیزگی کہ جس کے بعد آلائش اور آلودگی تیرے دامن کو چھو نہ سکے گی۔

تیرے حق میں لوگوں کی آرزوئیں حقیقت کا روپ دھارلیں گی اور ان کے اقوال اور دعاوی سراسر صدق اور واقعیت بن جائیں گے اور تو سراسر کبریت احمر بن جائے گا اور تیرا دیکھا جانا اور عامی نظر سے ملاحظہ و مشاہدہ کرنا بہت بعید ہوگا تو ایسا عزیز وار جمند ہوگا کہ تیری مماثلت نہیں ہو سکے گی اور ایسا یکتائے زمانہ کہ تیرے ساتھ مشارکت نہیں ہو سکے گی اور ایسا منفرد و یگانہ کہ تیرا ہم جنس کوئی نہیں ہو سکے گا سراسر یکتائی، طاق و تنہا، سراسر غیب اور سراسر بطون اور پنہانی بن جائے گا۔

فحينئذ تكون وارث كل رسول ونبي وصديق. بك تختم الولاية واليك تصدر الابدال وبك تنكشف الكروب و بك تسقىٰ الغيوث وبك تنبت الذروع وبك تدفع البلايا والمحن عن الخاص والعام واهل الثغور والراعي والرعايا والائمة والامة وسائر البرايا فتكون شحنة البلاد و العباد .... (فتوح الغیب مقالہ نمبر۴)

اس مقام پر فائز ہونے کے بعد تو ہر رسول و نبی اور صدیق و ولی کا وارث اور قائم مقام ہوگا ولایت تجھ پر ختم ہوگی (تیرے زمانے میں) اور تیری طرف ہی ابدال (تصرف و تدبیر کائنات کی اجازت کے لئے) رجوع کریں گے تیرے طفیل مشکلات دور ہوں گی اور تیرے وسیلہ سے بارشیں برسائی جائیں گی اور تیرے دم قدم سے کھیتیاں اگیں گی اور تیری برکت و توسل سے بلیات اور شدائد دور ہوں گی عوام و خواص سے اور سرحدوں والوں اور

حکام اور رعایت سے فرمانرواؤں اور امت اور تمام مخلوقات سے تو تمام شہروں بستیوں اور تمام بندوں کا محافظ ونگہبان ہوگا۔ الی آخر ما قال (نوٹ) شیخ اجل شیخ محقق حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی شارح فتوح الغیب فرماتے ہیں وتحقیقت وے رضی اللہ عنہ ایں ہمہ احوال مقامات بدایات ونہایات خود فرمودہ است و اولیاء و اقطاب امت رادر ہر وقت و زمان نیز میباشد۔۲۵

یعنی حقیقت میں اس مقالہ میں بیان کئے گئے احوال اور مقامات اور بدایات و نہایات یہ سبھی آپ اپنے متعلق بیان فرماتے ہیں اور امت محمدیہ علیٰ صاحبھا الصلوۃ والسلام کے اولیاء اور اقطاب کو بھی ہر وقت اور ہر زمانہ میں یہ احوال ومقامات اور بدایات ونہایات حاصل ہوتی ہیں۔

۶۔ (ہوائے نفسانی اور ارادوں اور دعوؤں سے فنا اور خلاصی کے بعد) تیرا ہاتھ پکڑ کر تجھے آگے بڑھایا جائے گا اور تجھ سے تیرے لباس دنیوی اور خلعت ژولیدہ کو اتار لیا جائے گا پھر تجھے فضائل اور رحمتوں اور انعامات کے سمندر میں غوطے دیئے جائیں گے تب انوار واسرار وعلوم لدنیہ عجیبہ کی قابل فخر خلعتوں سے تجھے نوازا جائے گا پس تو قریب کیا جائے گا اور تجھے ملہم اور محدث بنایا جائے گا اور عطاؤں سے بہرہ ور کیا جائے گا اور غنا و استغنا سے سرفراز کیا جائے گا تجھے شفاعت و رفعت عطا کی جائے گی اور اس خطاب دلنواز سے مخاطب ٹھہرایا جائے گا۔ انک الیوم لدینا مکین امین بے شک تو آج ہمارے ہاں بلند مرتبہ ومقام کا مالک ہے اور (سماوی وارضی خزائن اور اسرار علم ومعرفت پر) امانت دار ہے۔

اس وقت یوسف علیہ السلام کی حالت کو ملاحظہ کر جب کہ ان کو مصر کے بادشاہ اور رئیس اور فرعون کی طرف سے اس خطاب سے مخاطب ٹھہرایا گیا اگرچہ لسان معرفت میں یہ خطاب اور قول بظاہر شاہ مصر کی زبان سے صادر ہونے والا تھا لیکن حقیقت میں یہ خطاب

صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے تھا جس کے بعد ان کو ظاہری ملک بھی سونپا گیا یعنی ملک مصر اور ملک نفس اور سلطنت و معرفت اور ولایت قربت واختصاص اور اس شہنشاہ کونین کے ہاں بلند مرتبہ عطا کیا گیا (تا)

فاذا خوطبت بهذا الخطاب يا ايها الصديق الاكبر اعطيت العظ الاوفر من العلم الاعظم وهنيت بالتوفيق والمنن والقدرة والولاية العامة والامر النافذ على النفس وغيرها من الاشياء والتكوين باذن الله الاشياء فى الدنيا قبل الاخرىٰ (مقالہ نمبر ۲۶)

توجب اے صدیق اکبر تجھے اس خطاب دلنواز سے مشرف ٹھہرایا جائے گا تو تجھے عظیم ترین علم سے وافر ترین حصہ عطا کیا جائے گا اور تجھے تہنیت اور مبارک باد دی جائے گی اللہ تعالیٰ کی طرف سے توفیق اور احسانات کے ساتھ اور قدرت و طاقت اور ولایت عامہ و تصرف تام کے ساتھ اور ایسے امر کے ساتھ جو تیرے (نفس) اور دیگر تمام اشیاء پر نافذ اور موثر ہو اور تجھے صفت تکوین کا عطیہ دیا جائے گا تمام اشیاء کے معبود کی طرف سے اس دنیا میں اخروی زندگانی سے پہلے ہی۔

حضور شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے انسانوں کے چار اقسام بیان فرمائے ۱۔ جو نہ صاحب زبان ہو اور نہ صاحب دل ۲۔ صاحب زبان ہو مگر صاحب دل نہ ہو ۳۔ صاحب قلب ہو اور صاحب لسان نہ ہو ۴۔ صاحب قلب بھی ہو اور صاحب لسان بھی۔ ان چار اقسام میں سے تیسرے کے حق میں فرمایا۔

فهذا رجل ولى الله فى سر الله محفوظ ذو سلامة و عقل وافر جليس الرحمان منعم عليه فالخير كل الخير عنده فدونك مصاحبته ومخالطته وخدمته والتحبب اليه بقضاء تسنح او مرافق يرتفق بها فيحبك الله ويصطفيك و يدخلك فى زمرة احباء ه وعباده الصالحين

ببر کتہ انشاء اللہ تعالی (مقالہ نمبر۴۳)

یہ شخص اللہ تعالیٰ کا ولی ہے اللہ تعالیٰ کے پردہ غیب میں (آفات نفس وغوائل شیطان سے) محفوظ ہے سلامتی اور عقل وافر کا مالک ہے رب رحمان کا ہمنشین ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے انعام یافتہ ہے پس تمام تر خیر اور بھلائی صرف اس کے پاس ہے لہٰذا اس کی مصاحبت کو لازم پکڑ اور اس سے میل ملاپ رکھ اور اس کی خدمت کر اور اس کی طرف سے محبت حاصل کرنے اور اس کے ہاں محبوب بننے کی سعی بلیغ کر اس کو درپیش ضروریات کو پورا کر کے اور اس کی آسائش کے سامان کے ذریعے جس سے وہ نفع اندوز ہو سکے اندریں صورت اللہ تعالیٰ تجھے محبوب بنا لے گا اور تجھے اپنے انعامات اور جودونوال کے لئے چن لے گا اور تجھے دوستوں اور صالح بندوں میں داخل فرمائے گا اس ولی اللہ کی برکت سے چوتھے شخص کے متعلق فرماتے ہیں کہ عالم ملائکہ اور عالم ارواح میں عظمت اور بزرگی کے ساتھ یاد کیا جاتا ہے جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہے من تعلم و عمل به وعلم دعی فی الملکوت عظیما جس نے علم سیکھا اور اس کے مطابق عمل کیا اور اس کی تعلیم دی تو اس کو ملکوت اعلی میں عظیم کہا اور سمجھا جاتا ہے یہی شخص اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کی آیات کا عالم ہے اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کے علم وحکمت کے غرائب وعجائب ودیعت کئے گئے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اس کو ایسے اسرار پر مطلع فرمایا ہے جو دوسروں سے بچا رکھے ہیں اور اسے مقام اصطفاء اور مرتبہ اجتباء پر فائز فرمایا ہے اور اسے اپنی طرف جذب اور کشش اور ہدایت ورہنمائی بخشی اور اپنی برتر و بالا ذات تک ترقی دی اور اس کو شرح صدر نصیب فرمایا ان اسرار اور علوم کے قبول کرنے کے لئے اور بنا دیا اللہ تعالیٰ نے اس کو دانشمند بزرگ اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے والا (خلق خدا کو) اور انہیں عذاب خداوندی سے ڈرانے والا اور ان میں اللہ تعالیٰ کی حجت ودلیل ہدایت دینے والا اور ہدایت یافتہ شفاعت کرنے والا اور مقبول شفاعت والا صدق وصفاء والا اور تصدیق کیا ہوا اللہ تعالیٰ کے رسولوں اور نبیوں کا

نائب اورقائم مقام علیهم صلواته وتحیاته وبرکاته

فهذا هو الغاية والمنتهیٰ فی بنی آدم لا منزلة فوق منزلته الا النبوة فعليك به احذران تخالفه وتنافره وتجانبه وتعاديه وتترك والقبول منه والرجوع الیٰ قوله ونصيحته فان السلامة فيما يقول وعنده والهلاك والضلال عند غيره ....(مقالہ نمبر۳۳)

یہی شخص بنی آدم اورنوع انسان میں غایت و منتھیٰ ہےاوراس کے مرتبہ ومقام سے اوپرصرف اورصرف نبوت کا مرتبہ ومقام ہے لہٰذا ایسے شخص کا دامن تھام اس کی مخالفت اور منافرت اوردوری وعداوت سے پرہیز کراوراندیشہ ناک رہ اوراس کے ہاں مقبول بننے سے روگردانی مت کراوراس کے قول وارشاداورنصیحت ووصیت کی طرف رجوع ورغبت ترک مت کراوراس سے ہرگز گریز اختیار نہ کر کیونکہ سلامتی اورتحفظ صرف اورصرف اسی کے فرمان میں ہےاوراس کی بارگاہ میں اوراس کے ماسوا کے پاس سراسر گمراہی اور ہلاکت ہے۔

۸۔ جب بندہ کا دل شرکاء اورانداداوراہل وعیال اور مال وفعال اورلذات وشہوات سے پاک وصاف ہو جائے اور ولایت وریاست کی طلب سے اور کرامات و خوارق عادات اوراحوال ومقامات کی خواہش سے اور جنات اور درجات عالیہ اورقربت اورنزدیکی کے حرص ولالچ سے منزہ ومبرا ہو جائے اوراس میں کوئی ارادہ اورتمناوآرزو باقی نہ رہے (تا)

فحينئذ لا يضر القلب الاسباب من المال والولد والاهل والاصحاب والكرامات والحكم والعبادات فان جميع ذالك يكون خارج القلب فلا يضار الله بل يكون جميع ذالك كرامة من الله بعبده ولطفابه ونعمة ورزقا ومنفعة وللواردين عليه فيكرمون به ويرحمون ويحفظون لكرامته على الله فيكون خفيراً لهم وشحنة وكهفاد حرزاً وشفيعاً دنيا واخریٰ (مقالہ نمبر۳۲)

تو اس وقت اس مقام کے مالک کے دل کو مال و اولاد اور اہل و عیال اور احباب و اصحاب اور حکم و عبارت والے اسباب ضرر و نقصان نہیں پہنچا سکتے کیونکہ یہ سب اشیاء اس بندے کے دل سے باہر ہوتی ہیں لہٰذا اللہ غیرت محبت کا اظہار نہیں فرمائے گا (اور ان اسباب کو ہلاک نہیں فرمائے گا) بلکہ یہ سب کچھ اس بندے کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے عزت و کرامت اور لطف و کرم اور نعمت اور رزق و روزی ہوگی اور اس کے پاس وارد ہونے والوں کے لئے سراسر منفعت پس وہ اس بندہ کامل کی بدولت عزت دیئے جائیں گے اور ان پر رحمت کی جائے گی اور ان کو اس بندہ محبوب کی عزت و کرامت کے طفیل حفاظت اور امان نصیب ہوگی۔

لہٰذا یہ کامل شخص ان کے لئے نگران و نگہبان اور محافظ ہوگا اور ان کے لئے ملجاء و ماویٰ جائے پناہ اور دنیا و آخرت میں شفیع ہوگا۔

۹۔ بازاروں میں سے اپنے حاجات اور ضروریات کے لئے جانے والے لوگوں کے آپ نے پانچ اقسام بیان فرمائے پانچویں کے متعلق فرماتے ہیں۔ یہ وہ شخص ہے کہ جب بازار میں داخل ہو تو اس کا دل اللہ کے جلال سے بھر جاتا ہے اہل سوق پر رحمت کے لئے لہٰذا اس کو ان پر رحمت و شفقت ان کے مال و متاع اور ان کے سامنے موجود اشیاء کے دیکھنے سے مشغول کر دیتی ہے (تا) اس کا دل ان پر اور ان کے لئے جلنے والا ہوتا ہے اور اس کی آنکھ آنسو بہانے والی ہوتی ہے اور اس کی زبان اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء میں مشغول ہوتی ہے بسبب اس فضل و انعام کے جس سے اللہ تعالیٰ نے سب کو نوازا ہے۔

تو ایسے شخص کو بلاد اور آبادیوں اور شہروں اور بستیوں اور عباد و مخلوقات کا محافظ و نگہبان کہا جاتا ہے اور تو اس کو عارف اور بدل اور زاہد و عالم بھی کہہ سکتا ہے اور اس کو سراسر پوشیدہ و نہانی اور سراسر ظہور بھی کہہ سکتا ہے اس کو محبوب و مطلوب اور مراد و مقصود کہہ لے اور

زمین میں عباد ومخلوقات پر اللہ تعالیٰ کا خلیفہ اور نائب اللہ تعالیٰ اور بندوں کے درمیان رابطہ و تعلق کا ذریعہ و وسیلہ خیر اور بھلائی کو نافذ کرنے والا شیریں بیان وشیریں کلام ہادی ومہدی مرشد ورہبر بھی مان سکتا ہے یہی کبریت احمر اور نایاب خزانہ ہے او بیضۂ عقعق ہے۔

رضوان الله عليه وصلوته وعلى كل مومن مريد الله فهذا يسمّٰى شحنة البلاد والعباد وان شئت فتسميه عارفا و بدلا وزاهداً وعالماً غيبا وبدوّا محبوباً ومراداً ونائبا فى الارض على عباده ونفاذ خيراء (مقالہ نمبر ۲۷)

۱۰۔ مدعیان باطل جوارباب شہوات اور مبتلائے ہوائے نفسانی ہونے کے باوجود اہل فناء وبقاء کے مقام کا دعویٰ کر بیٹھتے ہیں ان کو جھنجھوڑنے اور ایسے دعاوی سے باز رہنے کا درس دینے کے بعد ان واصلین وکاملین کا مقام بیان کرتے ہوئے فرمایا وہ لوگ مخلوقات اور ہوائے نفسانی اور ارادوں اور آرزوؤں سے فانی ہو چکے تب ملیک اعلیٰ تک واصل ہو گئے تو اس نے ان کو مطلوب طاعت وفرمانبرداری اور حمد وثناء کی غایت ونہایت پر پہنچا دیا اور یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جسے چاہے عطا کر دے۔

فبهم ثبات الارض والسماء قرار الموتىٰ والاحياء اذ جعلهم مليكهم اوتاداً الارض التى دحا فكل كالجبل الذى رساء فتنح عن طريقهم ولا تزاحم من لم يقيده عن قصده الاباء الابناء فعليهم خير من خلق ربى وبث فى الارض وزرا فعليهم سلام الله وتحياته وبركاته مادام الارض والسماء (مقالہ نمبر ۱۴)

ایسے ہی مقبولان بارگاہ کے طفیل ارض وسماء کا قیام وثبات ہے اور فوت شدگان اور زندہ لوگوں کا قرار کیونکہ انہیں ان کے بادشاہ و ہمہ مقتدر مالک نے پھیلائی زمین کے لئے اوتاد اور میخیں بنا دیا ہے لہٰذا ان میں سے ہر فرد زمین میں گڑے ہوئے پہاڑ کی مانند ہے تو ان کی راہ سے ایک طرف ہو جا اور ایسے حضرات سے مزاحمت نہ کر جن کو آباء واجداد اور اولاد

(کی محبت والفت) اپنے مقصد ومطلب سے باز نہ رکھ سکی یہ مقدس لوگ رب تعالیٰ کی اس تمام مخلوق سے بہتر و برتر ہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے زمین میں پیدا فرمایا اور پھیلایا ان پہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے سلامتی اور تحیات وبرکات ہیں جب تک کہ زمین وآسمان قائم ودائم ہیں۔

حضرت شیخ کے ان ارشادات اور فرمودات کو بار بار پڑھیں اور ان میں اچھی طرح غور وخوض فرما کر خود ہی فیصلہ کریں کہ جب آپ اولیاء کرام اور ابدال اور ارباب فناء و بقاء کو صفت تکوین اور ایجاد وتخلیق کا مظہر مانتے ہیں اور انہیں قدرت خداوندی کا کامل نمونہ اور اس کے انوار کا مظہر اتم تسلیم کرتے ہیں اور انہیں انوار کے ذریعے دیکھنے' سننے اور بولنے' سمجھنے اور پکڑنے اور پہنچنے والا مانتے ہیں اور ان کو اللہ تعالیٰ کے نائب وخلیفہ اور عباد وبلاد کے محافظ ونگہبان تسلیم کرتے ہیں فرش زمین کے اور سقف سماء کے قیام ودوام کا دار ومدار اور حل مشکلات اور دفع بلیات نزول باراں اور زمینی پیداواروں کا وسیلہ وذریعہ جانتے ہیں وغیرہ وغیرہ تو جن رسل وانبیاء کی اطاعت واتباع کی بدولت ان کو یہ منصب ومرتبہ ملا ہے ان کے بارے میں آپ کا نظریہ وعقیدہ کیا ہوگا اور بالخصوص سید الرسل ﷺ جو سب انبیاء ورسل کے بھی واسطہ فیض اور وسیلہ ہیں اور شفیع روز جزاء اور صاحب مقام محمود ہیں ان کے متعلق آپ کا عقیدہ ونظریہ کیا ہوگا؟

لہٰذا یہ تصور بھی کرنا جائز اور روا نہیں ہوسکتا کہ آپ انبیاء ورسل اور ان کے وارثین اور نائبین کاملین کو سولی پہ چڑھائے گئے اور ہتھکڑیاں بیڑیں پہنائے گئے شخص کی مانند سمجھیں اور سمجھنے کی تلقین کریں اور اس کو نفع وضرر اور عطاء منع کا واسطہ ووسیلہ ماننے والوں کو مجنون اور جانور قرار دیں۔

منشاء غلطی

اس توہم اور گمان کا شاید منشاء یہ ہے کہ آپ کے مقالہ میں مندرج الفاظ عام ہیں اور عام کو اپنے عموم پر ہی محمول کرنا ضروری ہے کیونکہ آپ فرماتے ہیں واجعل

الخلق اجمع کرجل کنفه سلطان الخ تو اس کا جواب یہ ہے کہ عام کو اپنے عموم پر محمول کرنا اس وقت لازم ہوتا ہے جب کوئی مخصص موجود نہ ہو اور اگر مخصص موجود ہوں اور اس سے اقویٰ ہوں جیسے کہ قرآن مجید اور احادیث رسول ﷺ ذکر کی جا چکی ہیں اور حضور شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے اپنے ارشادات بھی (جن میں سے چند یہاں ذکر کئے گئے) وہ اقویٰ نہ بھی سمجھیں تو مساوی اور ہم پلہ تو لامحالہ ہیں پھر ان کو نظر انداز کر کے صرف اس فرمان کو ترجیح دینے کا کیا جواز ہے لہٰذا اس جگہ اس عام کو اپنے عموم ظاہری پر محمول کرنا قطعاً درست نہیں نیز کلمات عموم سے ہونا علیحدہ امر ہے اور اس کا تمام افراد کو شامل اور محیط ہونا جن کو از روئے لغت شامل ہو علیحدہ بات ہے اس لئے سارے کلمات عموم دلالت اور شمول و احاطہ میں برابر نہیں ہوتے مثلاً قول باری تعالیٰ

۱۔ وھو بکل شیئ علیم اور قول باری تعالیٰ "ان اللہ علیٰ کل شیئ قدیر" میں کل شیئ کا کلمہ عموم تو ایک جیسا ہے لیکن پہلی آیت میں یہ کلمہ ذات باری تعالیٰ اور اس کی صفات ذاتیہ کو شامل ہے مگر دوسری آیت میں اس سے ذات باری تعالیٰ اور صفات مقدسہ ذاتیہ خارج ہیں کیونکہ عقل مخصص ہے ذات باری تعالیٰ اور اس کی صفات ذاتیہ از روئے عقل تحت القدرت نہیں ہو سکتیں ورنہ حادث اور مخلوق ہونا لازم آئے گا اور دوسرا خالق تو ہو نہیں سکتا تو آپ ہی خالق ہوگا اور آپ ہی مخلوق العیاذ باللہ یہ باطل ہے نیز علم، ارادہ، قدرت نہ ہو مثلاً ہو تو کوئی شیئ پیدا نہیں کی جا سکتی تو ان کے مخلوق ہونے کی صورت میں ان سے پہلے علم و ارادہ اور قدرت کا پایا جانا ضروری ہے تو تقدم الشئی علیٰ نفسہ لازم علی تقدیر العینیۃ اور تسلسل لازم علیٰ تقدیر الغیریت اور ہر دو محال ہیں لہٰذا از روئے اقتضائے عقل "علیٰ کل شیئ قدیر" میں وہ عموم نہیں جو بکل شیئ علیم میں ہے۔

۲۔ حضرت ابراہیمؑ کو چار پرندے پکڑ کر ان کا اچھی طرح ملاحظہ و مشاہدہ کر کے اور علامات و نشانات امتیاز کا جائزہ لے کر ذبح کر کے اجزاء پہاڑوں پر بکھیرنے کا حکم دیا گیا

قال تعالیٰ "ثم اجعل علیٰ کل جبل منهن جزء" تو کیا یہاں یہ مراد ہو سکتی ہے کہ دنیا میں پھیلے ہوئے تمام پہاڑوں پر ان اجزاء کو بکھیر نا تم پر لازم ہے بلکہ یہاں جس کو مخصص قرار دیتے ہوئے قرب وجوار کے پہاڑ مراد ہوں گے۔

۳۔ کہیں عرف اور عادات معروفہ مخصص بن جاتی ہے جیسے جمع الامیر الصاغة امیر نے تمام سناروں کو جمع کیا تو یہاں کلمہ عموم موجود ہے لیکن مراد اس سے ساری دنیا کے سنار نہیں ہیں بلکہ امیر کے شہر یا اس کی سلطنت کے سنار مراد ہیں۔

۴۔ قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے "فاقتلو المشركين كافة" پس تمام مشرکین کو قتل کرو حالانکہ مستامن اور ذمی مشرکین کا قتل روا نہیں ہے قال اللہ تعالیٰ "ان احد من المشركين استجارك فاجره الآية" اگر کوئی مشرک تم سے پناہ طلب کرے تو اسے پناہ دو۔ نیز فرمایا "حتی یعطو الجزیة عن یدوهم صاغرون" غیر مسلم اور مشرکین و کفار اور اہل کتاب سے قتال کرو یہاں تک کہ وہ جزیہ اور ٹیکس ادا کریں اپنے ہاتھ سے درآنحالیکہ وہ حقیر اور بے مقدار ہیں اور ان دونوں قسموں پر قیاس کرتے ہوئے مشرکہ عورتیں بچے اور معذور اشخاص اور انتہائی بوڑھے جو اہل اسلام کے ساتھ حرب وقتال میں کسی طرح حصہ نہ لے سکیں اور نہ ہی حصہ لیں ان کو قتل کرنا بھی حرام اور ناجائز ہے۔

المشركين کا لفظ عام ہے کَافَّۃً کی تاکید بھی موجود ہے مگر تمام افراد مراد نہیں ہیں کیونکہ اس قطعی نص کے عموم کو دوسری نص قطعی نے مخصوص ٹھہرا دیا اور اس کلام مستقل مخصص میں علت تخصیص حرب وقتال سے گریز ہے تو جو مشرک بھی محارب ومقاتل نہیں ہیں وہ بھی اس تعلیل کی وجہ سے خارج ہو گئے لہٰذا ذمی، مستامن اور اطفال، عورتیں اور شیخ فانی سبھی خارج ہو گئے اس عام سے صرف محارب ومقاتل مشرکین ہی مراد ہوں گے تو حضرت غوث اعظمؓ کے اس ارشاد کو اللہ تعالیٰ کے ارشادات اور نبی کریم ﷺ کے فرمودات اور حضرت کی اپنی ان عبارات اور دیگر اس مضمون کی عبارات اور اپنے خداداد اختیارات اور تصرفات پر

مشتمل عبارات اور اشعار کے ذریعے کیونکر مخصوص نہیں ٹھہرایا جا سکتا اور اس عبارت سے صرف اور صرف وہ لوگ کیونکر مراد نہیں لئے جا سکتے جو وصول الی اللہ اور سیر فی اللہ میں رکاوٹ بنیں اور حجاب وظلمت کے موجب ہوں اور حرمان و بدنصیبی کے باعث ہوں نہ وہ حضرات جو ہر مرتبہ اور درجہ میں واسطۂ فیض اور وسیلہ ارتقاء ہوں اس لئے جگہ جگہ آپ نے نفس ہوا اور ارادہ اور آرزو کے وجود وبقاء کو شرک سے تعبیر کیا اور ان کی موت کو سیر الیٰ اللہ کی تکمیل اور سیر فی اللہ تک رسائی کا دارومدار ٹھہرایا ہے۔

حضرت شیخ ابو محمد عبدالرحمان طفسونجیؒ نے جب یہ دعوی کیا کہ میں چالیس سال سے باب قدرت کے درکات میں ہوں مگر میں نے کبھی وہاں پر آپ کو اندر داخل ہوتے دیکھا نہ باہر آتے تو آپ نے ان کو کہلا بھیجا تم درکات میں ہو اور اس مقام کا مالک ارباب حضرت کو نہیں پا سکتا اور جو مقام حضرت وحضور میں ہیں وہ صاحب مخدع کو نہیں دیکھ سکتے اور میں اس نہاں خانہ (مخدع) میں ہوں میرا آنا جانا باب السرّ سے ہوتا ہے جہاں سے تم مجھے نہیں دیکھ سکتے اس دعویٰ کی دلیل وامارت یہ ہے کہ فلاں وقت میں فلاں خلعت جو آپ کو دی گئی جو کہ خلعت رضا کہلاتی ہے وہ میرے ہاتھ سے تمہیں عطا ہوئی اسی طرح فلاں وقت میں خلعت فتح تم کو عطا کی گئی تو وہ بھی تمہیں میرے ہاتھ سے وصول ہوئی اور مزید دلیل وعلامت یہ ہے کہ درکات میں بارہ ہزار اولیاء کرام کی موجودگی میں آپ کو خلعت ولایت زیب تن کرائی گئی جو کہ سبز رنگ کا جبہ تھا اور اس کے نقش ونگار سورۃ اخلاص سے تھے وہ بھی تمہیں میرے ہاتھ سے عطاء ہوئی تو جب ان کو آپ کا یہ جواب یہ پیغام پہنچا تو انہوں نے فرمایا" **صدق الشیخ عبدالقادر هو سلطان الوقت و صاحب التصرف فیه**" (نفحات الانس ۴۲۱)

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے ٹھیک کہا واقعی وہ سلطان وقت ہیں اور صاحب تصرف بھی۔

اگر حضرت شیخ اس قدر بلند و بالا مرتبہ پر فائز حضرات اولیاء کے لئے واسطہ فیض اور وسیلہ ارتقاء ہو سکتے ہیں تو دیگر مقبولان بارگاہ ناز اور ناز شان مسند محبوبیت کیونکر واسطہ فیض اور وسیلہ عطا نہیں ہو سکتے؟ اسی طرح انبیاء کرامؑ اور بالخصوص سید الانبیا ﷺ بطریق اولیٰ و اعلیٰ وسائل ووسائط بن سکتے ہیں بلکہ یقیناً ہیں دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔

لہٰذا اس عبارت کو اس قدر عام ٹھہرانا کہ ایسی عظیم ہستیوں کا بھی اس مصلوب کی طرح حقیر و ذلیل و مقہور و مغضوب اور بے بس و مجبور ہونا لازم آئے العیاذ باللہ قطعاً درست نہیں ہے آپ کا ہی ارشاد ہے فمن احبه الله لم يعذبه في الدنيا و لا في الآخرة (مقالہ نمبر ۵۳)

جس کو اللہ تعالیٰ محبوب بنالیتا ہے اس کو نہ دنیا میں عذاب دیتا ہے اور نہ آخرت میں بلکہ خود کلام مجید اس پر شاہد وصادق اور دلیل ناطق ہے چنانچہ جب یہودیوں نے دعویٰ کیا کہ ہم اللہ تعالیٰ کے (ہاں مثل) ابناء اور بیٹوں کے ہیں اور اس کے محبوب ہیں تو ان کے دعوے کورد کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا "قل فلم يعذبكم بذنوبكم" اے محبوب ﷺ انہیں فرما دیجئے اگر تم محبوب ہونے کے دعوے میں سچے ہوتے تو تمہیں اللہ تعالیٰ تمہارے گناہوں پر عذاب نہ دیتا شیخ محقق نے فرمایا ازیں جا معلوم شد دوستی بعذاب جمع نگردد "یعنی دوستی اور عذاب مجتمع نہیں ہو سکتے" لہٰذا عقل ونقل اور کتاب وسنت کے دلائل قاہرہ اور براہین باہرہ اور خود حضرت غوث پاکؓ کے ارشادات متکاثرہ اس عبارت کو ظاہری عموم پر محمول کرنے سے مانع ہیں اور اس کو مخصوص ٹھہرانے کے باعث اور موجب ہیں ورنہ آپ کے ارشادات میں سراسر تضاد وتناقض لازم آئے گا اور تعارض وتعاکس محقق ہو گا جو کہ آپ کی شان کے قطعاً لائق نہیں ہے۔

علاوہ ازیں بعد میں ذکر کئے جانے والے مقالہ سے کوئی مَخلَص اور مفر باقی نہیں رہے گا۔

فتوح الغیب کی عبارات کو عموم پر رکھنے کے مفاسد

فتوح الغیب میں الفاظ عموم کے ساتھ مخلوق کو اس مصلوب ومقید سے تشبیہ دینے کے علاوہ سب مخلوق کو دشمن سمجھنا اوران کو اصنام اعتقاد کرنا اوران کی حکم عدولی کو لازمی سمجھنا وغیرہ بھی مذکور ہے پھر انہیں بھی اپنے عموم اور ظاہری معنی پر محمول کر کے ان مقبولان بارگاہ ناز کو اصنام اور اعداء اور واجب العصیان اور موجب حجاب وظلمت سمجھنا پڑے گا جو کہ کوئی مسلمان باور نہیں کرسکتا۔ چند عبارات ملاحظہ ہوں۔

۱۔ یا ھذا ما ثم الاخلق او خالق فان اخترت الخالق فقل لھم انھم عدو لی الا رب العالمین (مقالہ نمبر ۷۷)

اے شخص وہاں پر مخلوق ہے یا خالق اگر تو تو نے خالق جل وعلیٰ کو اختیار کرلیا ہے تو پھر مخلوق کے متعلق کہہ دے کہ وہ میرے دشمن ہیں سوائے رب العالمین کے۔

۲۔ فمن الفرائض ترک الحرام والشرک باللہ خلقہ والاعتراض علیہ فی قدرہ وقضاءہ واجابۃ الخلق وطاعتھم؟ (مقالہ نمبر ۴۸)

۳۔ واذ صرت روحا منفردۃ سر السّر وغیب الغیب مبائنا للاشیاء فی سّرک جداً متخذاًللکل عدواظلمۃ وحجاباً کما قال ابراھیم علیہ السلام "فانھم عدو لی الا رب العالمین" وقال ذالک للاصنام فاجعل انت جملتک و اجزاء ک اصناماً مع سائر الخلَق ولا تطع شیاءً من ذالک ولا تتبعہ لمحۃ...... (مقالہ نمبر ۲۱)

پس جب تو روح مجرد بن جائے' سرالسر اور غیب الغیب بن جائے درآنحالیکہ اپنے باطن میں بالکل تمام اشیاء سے الگ تھلگ ہو اور سب کو اپنا دشمن اور سراسر حجاب و ظلمت سمجھنے والا ہو جیسا کہ ابراہیم خلیلؑ نے فرمایا یہ سبھی میرے دشمن ہیں سوائے رب

العالمین کے انہوں نے تو بتوں کے متعلق یہ ارشاد فرمایا (لیکن (تو اپنے وجود اور تمام اجزاء کو معہ تمام مخلوق اصنام سمجھ اور ان میں سے کسی شیی کی اطاعت نہ کر اور ہرگز ان سے کسی کی اتباع نہ کر۔)

کیا کوئی سلیم العقل اور صاحب فہم وفراست یہ باور کرسکتا ہے کہ آپ نے انبیاء و رسل اور اولیاء واحباء خداوند کو دشمن سمجھنے کا اور ان کو اصنام اعتقاد کرنے کا حکم دیا ہو اور ان کی اطاعت واتباع کو حرام قرار دیا ہو اور اس کے ترک کو فرائض میں سے شمار کیا ہو العیاذ باللہ۔

ایک طرف اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں **اطیعو اللہ واطیعو الرسول واولی الامر منکم** اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول اللہ کی اور اپنے اہل اسلام حکام اور امراء کی۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں **ما آتاکم الرسول فخذوہ وما نھاکم عنہ فانتھوا**۔ جس کا رسول گرامی ﷺ حکم دے دیں اس پر مضبوطی اور سختی سے عمل پیرا ہو جاؤ اور جس سے منع کریں اس سے رک جاؤ فرمان باری تعالیٰ ہے کہ **لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ** تمہارے لئے رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس میں ہی بہترین اقتداء اور پیروی ہے ارشاد خداوند تعالیٰ ہے **قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ویغفر لکم ذنوبکم واللہ غفور رحیم** فرمادیجئے اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو اللہ تعالیٰ تمہیں محبوب بنالے گا اور تمہارے گناہ معاف فرمادے گا اور اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے۔

نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں "**لو کان موسیٰ حیاً لما وسعہ الا اتباعی**" اگر موسیٰؑ ظاہری دنیوی حیات کے ساتھ زندہ ہوتے تو انہیں بھی میری اتباع کے علاوہ کوئی چارۂ کار نہ ہوتا۔ **لو بدا لکم موسیٰ فاتبعتموہ وترکتمونی لضللتم عن سواء السبیل** اگر موسیٰؑ تمہارے سامنے نمودار ہوں پس تم ان کی اتباع کرو اور میری اتباع ترک کردو تو تم راہ راست سے بھٹک جاؤ گے اور ضلالت میں گھر جاؤ گے۔

تو کیا ان ارشادات کے ہوتے ہوئے ان مقدس ہستیوں کی اطاعت واتباع سے گریز کیا جا سکتا ہے اور اس اطاعت کو شرک ٹھہرایا جا سکتا ہے؟

نیز اصنام کے ساتھ کفر لازم ہے اور عداوت بھی ضروری ہے قال اللہ تعالیٰ "فمن یکفر بالطاغوت ویومن باللہ فقد استمسک بالعروۃ الوثقی" جس نے طاغوت (شیاطین واصنام) کے ساتھ کفر کیا اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایمان لایا تو اس نے قابل وثوق اور مضبوط ذریعہ اور وسیلہ کو پکڑا۔ وقال اللہ تعالیٰ فانھم عدو لی الا رب العالمین (حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اصنام کے متعلق کہا) بے شک وہ سبھی میرے دشمن ہیں سوائے رب العالمین کے اور ہم بھی ملت ابراہیمی ہیں "بل ملۃ ابراھیم حنیفا" تو ہمارے لئے بھی ان سے عداوت فرض ہے جب کہ مقبولان بارگاہ کی عداوت اللہ تعالیٰ کی عداوت ہے قال اللہ تعالیٰ "من کان عدواً للہ وملئکتہٖ ورسلہ وجبریل ومیکال فان اللہ عدوٌ للکافرین" جو شخص اللہ کا دشمن ہو اور اس کے ملائکہ اور رسولوں کا اور جبرئیل ومیکائیل کا تو پس تحقیق اللہ تعالیٰ (ان) کافروں کا دشمن ہے بلکہ اللہ تعالیٰ جن کو اپنا محبوب بنالیتا ہے جبرئیل اور ساری سماوی اور ارضی مخلوق کو ان سے محبت کرانے کا حکم دیتا ہے تو غوث اعظمؓ اس کے معمول اور سنت اور حکم ارشاد کے برعکس ان محبوبان بارگاہ الوہیت کے ساتھ بغض اور عداوت رکھنے کا حکم کیونکر دے سکتے ہیں؟

عن ابی ھریرۃ قال رسول اللہ ﷺ ان اللہ اذا احب عبداً دعا جبرئیل فقال انی احب فلانا فاحبوہ قال فیحبہ جبرئیل ثم ینادی فی السماء فیقول ان اللہ یحب فلانا فاحبوہ فیحبہ اھل السماء ثم یوضع لہ القبول فی الارض و اذا ابغض عبداً دعا جبرئیل فیقول انی ابغض فلانا فابغضہ قال فیبغضہ جبرئیل ثم ینادی فی اھل السماء ان اللہ یبغض فلانا فابغضوہ قال فیبغضونہ ثم یوضع لہ البغضاء فی الارض (مسلم مشکوۃ باب الحب فی اللہ)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جب کسی بندے کو محبوب بنالیتا ہے تو جبرئیل علیہ السلام کو بلا کر فرماتا ہے میں فلاں کو محبوب رکھتا ہوں لہٰذا تو بھی اس سے محبت کر چنانچہ جبرئیل علیہ السلام اس کو اپنا محبوب سمجھتے ہیں پھر آسمانوں میں منادی فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فلاں کو اپنا محبوب بنالیا ہے لہٰذا تم بھی اس سے محبت کرو تو سب آسمانوں والے بھی اس سے محبت کرتے ہیں (پھر زمین میں اس طرح منادی کراتے ہیں) پھر زمین میں بھی اس کو مقبول و محبوب ٹھہرایا جاتا ہے۔

اور جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو مبغوض ٹھہراتا ہے تو جبرئیل علیہ السلام کو بلا کر فرماتا ہے میں فلاں سے بغض و عداوت رکھتا ہوں لہٰذا تو بھی اس سے بغض اور عداوت رکھ تو جبرئیل بھی اس سے بغض و عداوت رکھتے ہیں پھر آسمان والوں میں اعلان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں سے بغض و عداوت رکھتے ہیں لہٰذا تم بھی اس سے بغض و عداوت رکھو چنانچہ وہ بھی اس سے بغض و عداوت رکھتے ہیں (پھر اہل زمین میں اسی طرح اعلان فرماتے ہیں) تمام زمین میں اس کے لئے عداوت اور بغض پیدا کر دیا جاتا ہے۔

بلکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ حلاوت ایمان اور اس کی چاشنی سے لطف اندوز ہو سکتا ہے جس میں تین خصلتیں ہوں اور ان میں سے پہلی یہ ہے من کان اللہ ورسولہ احب الیہ مما سواھما کہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ اسے جمیع ماسوا سے محبوب تر ہوں۔ (متفق علیہ مشکوۃ کتاب الایمان)۔

نبی کریم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی محبت کے ساتھ اپنی محبت کو شامل فرما کر اور دونوں محبتوں کو ماسوا کی محبتوں سے مقدم اور اہم ترین قرار دے کر واضح کر دیا ہے کہ ایمان کے لئے دونوں کا اکٹھا پایا جانا ضروری ہے اور ان دونوں مقدس ہستیوں کا جمیع ماسوا سے محبوب تر ہونا بھی ضروری ہے مرقاۃ میں فرمایا تثنیۃ الضمیر للایماء الیٰ ان المعتبر ھو المجموع المرکب من المحبتین لا کل واحدۃ فانھا وحدھا ضائعۃ لا غیۃ

یعنی ماسواھما میں ضمیر کو تثنیہ کی صورت ذکر کرنے میں اس طرف اشارہ ہے کہ ایمان میں اعتبار دونوں محبتوں کے مجموعہ کا ہے نہ ایک ایک کا بطور افراد کے کیونکہ ان میں سے ہر ایک اکیلی اکیلی بے کار اور لغو ہے۔ (مرقاۃ جلد اول ۷۵)

تو حضور اکرم ﷺ کے متبع کامل سیدنا غوث اعظمؒ آپ کے ارشاد کے برعکس تعلیم کیونکر دے سکتے ہیں اور جس محبت کو آنحضور ﷺ کمال ایمان کے لئے مدار اور لازمی شرط قرار دیں آپ اس کو شرک ٹھہرا دیں یہ کیسے ممکن ہے؟ بلکہ آپ کے نزدیک محبت خلق اللہ تعالیٰ کی محبت کے تابع ہے اور بغض خلق اللہ تعالیٰ کے بغض کے تابع ہے اللہ تعالیٰ کے محبوب سے خلق خدا بغض اور عداوت رکھے تو اللہ تعالیٰ کی مخالفت اور اس سے بغاوت لازم آئے گی

آپ فرماتے ہیں۔

جب تجھ میں ایمان اور یقین تام اور راسخ ہو جائے تو تجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے یوں مخاطب ٹھہرایا جائے گا۔

انک الیوم لدینا مکین امین بے شک تو ہمارے ہاں آج بلند مرتبت مقام پر فائز ہے اور اسرار و حکم پر امانت دار ہے اور یہ خطاب یکے بعد دیگرے مختلف احوال میں ہوتا رہے گا تب تجھے خواص بلکہ اخص الخواص میں سے بنا لیا جائے گا (تا) تیرے لئے معارف اور علوم کے دروازے کھول دیئے جائیں گے اور تجھے دقیق و غامض امور اور حقائق حکمت پر مطلع کیا جائے گا اور ایک حال سے دوسرے حال کی طرف منتقل کرنے میں پوشیدہ مصلحتوں سے آگاہ کیا جائے گا اور اس وقت تیرے مرتبہ میں ترقی دی جائے گی پہلے حال میں پھر مقام میں اور حفظ اسرار کی امانت میں شرح صدر، تنویر قلب، فصاحت لسانی اور حکمت کاملہ میں اضافہ کیا جائے گا۔

وفی القاء المحبۃ علیک فجعلت محبوب الخلیقۃ اجمع الثقلین وما سواھما دنیا واخریٰ اذ صرت محبوب الحق والخلق تابع للحق

ومحبتهم مندرجة فی محبته کما ان بغضهم مندرج فی بغضه (مقالہ نمبر ۱۹)

اور تجھ پر اپنی محبت (کا پرتو اور عکس) ڈالنے میں اضافہ وترقی دی جائے گی پس تجھے تمام تر مخلوق کا محبوب بنا دیا جائے گا یعنی جن وانس کا اوران کے ماسوا (حیوانات اور نباتات و جمادات) کا بھی دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی کیونکہ جب تو اللہ تعالیٰ کا محبوب بن گیا اور مخلوق اللہ تعالیٰ کے تابع ہے اوران کی محبت اللہ تعالیٰ کی محبت میں مندرج ہے جیسے کہ ان کا بغض اللہ تعالیٰ کے بغض میں مندرج ہے (تو لامحالہ تو ساری مخلوقات کا محبوب بن جائے گا)۔

لہٰذا وہ مقدس لوگ جو اللہ تعالیٰ کے ہاں محبوب ومقبول اور مصطفیٰ ومجتبیٰ ہیں ان کا محبّ اور نیاز مند ہونا مخلوق پر لازم اور فرض ہے یہی قرآن وسنت کی تعلیم ہے اور اللہ تعالیٰ و رسول مقبول ﷺ کا فرمان ہے اور اسی کا مغز اور جوہر اور خلاصہ حضور شیخ عبدالقادر جیلانی نے بیان فرمایا ہے۔

اس لئے یہاں عداوت اور بغض کو عام سمجھ لینا اور سب مقبولان بارگاہ کو صنم قرار دے ڈالنا اوران کی اتباع واطاعت کو حرام اور ممنوع ٹھہرا دینا قطعاً روا نہیں ہوسکتا اور الفاظ گو بظاہر عموم والے ہیں مگر ان سے مراد عموم اور شمول نہیں ہوسکتا بلکہ صرف اور صرف وہ اشیاء اور مخلوق اور افراد واشخاص اور اہل واولاد اور اموال مراد ہیں جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق اور محبت میں رکاوٹ اور حجاب اور مانع بنیں نہ وہ جن کی اتباع واطاعت اور محبت و الفت اللہ تعالیٰ کے ہاں محبوبیت کا وسیلہ عظمیٰ اور عروہ وثقیٰ ہو فاتبعونی یحببکم اللہ اور نہ وہ جن کے ساتھ محبت وعقیدت اور پیار والفت صرف اس لئے ہو کہ وہ ہمارے محبوب حقیقی جل وعلی کے تعلق والے ہیں جیسے کہ کمال ایمان اوراس کی حلاوت سے بہرہ وری کی دوسری شرط بیان فرماتے ہوئے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا "من احب عبداً لا یحبه الا الله" (متفق علیہ) جو کسی بندے سے محبت رکھے تو صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی خاطر۔

اگر دامد برائے دوست دارد

بلکہ حقیقت میں یہ اللہ تعالیٰ کی محبت اور تعظیم و تکریم ہے "قال النبی ﷺ ما احب عبدعبداً لله الا اکرم ربہ عزو جل" رواہ احمد۔ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا نہیں محبوب رکھتا کوئی بندہ دوسرے کو اللہ کی خاطر مگر اس نے اللہ تعالیٰ کی تعظیم و تکریم کی ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے صحابہ کرامؓ سے دریافت فرمایا کہ کون سا عمل اللہ تعالیٰ کے ہاں محبوب تر ہے تو کسی نے عرض کی نماز اور زکوٰۃ کسی نے عرض کیا جہاد آپ نے فرمایا "ان احب الاعمال الیٰ الله الحب فی الله و البغض فی الله" رواہ احمد۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں محبوب ترین عمل ہے اللہ تعالیٰ کی خاطر محبت کرنا اور اللہ تعالیٰ کی خاطر بغض رکھنا نیز محبوب کریم ﷺ کا ارشاد ہے احبو الله لما یغذو کم من نعمه و احبونی لحب الله و احبوا اهل بیتی لحبی رواہ الترمذی (باب مناقب اہل البیت مشکوۃ)

یعنی اللہ تعالیٰ سے محبت رکھو کیونکہ تمہیں اپنی نعمتوں کے ذریعے پالتا اور پروان چڑھاتا ہے اور مجھے محبوب سمجھو اللہ تعالیٰ کی محبت کی وجہ سے اور میرے اہل بیت کو محبوب سمجھو میری محبت کی وجہ سے۔

نیز نبی محتشم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے "اللھم انی احبھما (فاحبھما) و احب من یحبھما" (رواہ الترمذی)

اے اللہ میں ان دونوں (حسن و حسینؓ) کو محبوب رکھتا ہوں لہٰذا تو بھی ان کو محبوب بنا اور ان سے محبت رکھنے والوں کو بھی اپنا محبوب بنا۔

ان احادیث اور اس مضمون کی متعدد اور متکاثر دوسری احادیث سے واضح ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے محبوبوں کی محبت اس کی محبت کے منافی نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی محبت کا تقاضا ہی یہ ہے کہ اس کے احباء کو بھی محبوب سمجھا جائے اور نبی مکرم ﷺ نے ہی یہ ضابطہ اور قاعدہ واضح فرمایا ہمیں اپنی محبت کا حکم دیتے ہوئے لحب الله ذکر فرما کر اور اہل بیت سے محبت کا حکم دیتے ہوئے لحبی فرما کر اللہ تعالیٰ سے حسنین کریمین کو محبوب بنانے کی

اپیل والتجا کرتے ہوئے انی احبھما فرما کر بلکہ یہ بھی واضح فرما دیا کہ محبوبان خداوند تعالیٰ سے محبت شرک وکفر کا سبب نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کے ہاں محبوب بننے کا سبب کامل اور علت تامہ ہے اسی لئے فرمایا احب من یحبھما کہ میرے ان دونوں محبوبوں کے محبوںؐ کو بھی اپنا محبوب بنا۔

تنبیہ نبیہ

محبوب کریم ﷺ کے ان ارشادات سے اور حضور سیدنا غوث اعظمؓ کے ارشاد سے آپ کے دوسرے مقالہ کی حقیقت بھی واضح ہو جائے گی جس کو حضرت شاہ نصیر الدین صاحب نے بلا توضیح وتشریح ذکر فرما کر خواہ مخواہ الجھاؤ اور غلط فہمی کا سامان فراہم کر دیا اور عوام کی لغزش اور ضلالت کا سبب بنا دیا۔

کہ ''اللہ تعالیٰ محبت کے معاملے میں غیور ہے اور وہ اپنی محبت کے ساتھ غیر کی محبت کو گوارا نہیں کرتا اور بندہ محبوب کی اولاد اور اس کے مال ومتاع کو اس لئے ہلاک کر دیتا ہے کہ اس کی محبت متفرق اور منقسم نہ ہو اور کوئی غیر اللہ کی محبت میں شریک نہ بن جائے۔''

فتأمل حق التامل۔

شیخ اجل حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی شرح فتوح الغیب میں اس مقالہ کی تشریح فرماتے ہیں محبت وتعلق باطن وانہماک واشتغال قلب بآں چنانکہ مانع از یادحق و غالب برآں آید و باعث ترک حق خدا دوستی ءوے گردد ممنوع ومکروہ ایں قسم است (۱۸۳) یعنی غیر کی محبت اور اس سے قلبی تعلق اور انہماک واستغراق اور مشغولیت قلب ایسی ہو کہ یادحق تعالیٰ سے مانع ہو اور اس پر غالب ہو جائے اور خداوند تعالیٰ کے حقوق اور اس کی دوستی کے ترک کا باعث اور موجب ہو تو یہ ممنوع اور ناپسندیدہ امر ہے۔

اور اگر اس کی محبت کی وجہ سے ان سے محبت ہو تو یہ محبت غیر اللہ نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی محبت ہی ہے اور محبت کاملہ کا تقاضا بھی یہی ہوتا ہے کہ محبوب کے محبوب بلکہ اس سے تعلق

رکھنے والی ہر شیٔ محبوب ہو اللہ تعالیٰ کو رسول گرامی ﷺ محبوب ہیں تو ساتھ ہی ان کی آل اور عترت طاہرہ اور صحابہ کرامؓ آپ کا شہر آپ کی زندگانی آپ کا زمانہ آپ کا قول اور آپ کے یاروں اور خادموں کے گھوڑے ان کا ہانپنا ان کے سموں کے پتھروں پر پڑنے سے اڑنے والی چنگاریاں اور میدانی علاقہ میں دوڑتے وقت سموں کے ذریعے اڑنے والی گرد و غبار وغیرہ سبھی محبوب ہیں اور سبھی محترم و مکرم اس لئے ان کی قسمیں اٹھائیں اور فرمایا لا اقسم بھذا البلد و انت حل بھذا البلد. لعمرک انھم لفی سکرتھم یعمھون. والعصر ان الانسان لفی خسر. وقیلہ یا رب الایۃ. والعادیات ضبحاً فالموریات قدحاً الایۃ ۔ اگر مجنون کے لئے لیلیٰ کے ویران گھر کی گرتی دیواریں بھی محبوب ہیں اور لائق تقبیل اور بوسہ کی مستحق ۔

امر علی الدیار دیار لیلیٰ

اقبل ذالجدار و ذالجدار

وما حب الدیار شغفن قلبی

ولا کن حب من سکن الدیار

وہ اپنی ذاتی کشش اور جذب کی بدولت محبوب نہیں ہیں بلکہ اس میں بسنے والی محبوبہ لیلیٰ کی وجہ سے محبوب ہیں تو اولیاء کرام اور اقطاب و اغواث اور کاملین و اکملین جن کے قلوب و صدور عرش خداوند تعالیٰ ہیں اور اللہ تعالیٰ کی جلوہ گاہ ناز ہیں وہ کیوں محبت و عقیدت اور تعظیم و تکریم کے حقدار نہیں ہوں گے قلب المؤمن عرش اللہ. لا یسعنی ارضی ولا سمائی ولکن یسعنی قلب عبدی المؤمن ۔ اگر مجنوں کو لیلیٰ کی محبت کی وجہ سے سارے حبشی محبوب نظر آئیں کیونکہ وہ اس کی ظاہری رنگت کے مظاہر ہیں بلکہ کالے کتے بھی محبوب بن جائیں اس سے مناسبت کے پیش نظر کما قال احب لحبھا السودان حتی. احب لحبھا سود الکلاب ۔

تو محبوب حقیقی جل وعلیٰ کے مظاہر صفات کمال اوراس کے مظاہر حسن وجمال اور صبغۃ اللہ کے رنگ میں رنگی ہستیوں کے ساتھ ہماری محبت ممنوع ومکروہ وکفروشرک کیوں کر ہوسکتی ہے؟ بلکہ ایسی مقدس ہستیوں کی محبت تو عین ایمان بلکہ جان ایمان اورروح ایقان ہو گی اوران کی عداوت سراسر حرمان وخسران اور موجب کفروکفران کیونکہ جو شخص کسی ولی اللہ کے ساتھ عداوت رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے ساتھ اعلان جنگ کردیا جاتا ہے کما فی الحدیث القدسی ''من عادیٰ لی ولیاً فقد آذنته بالحرب'' تو جب انبیاء اور رسل عظام کے غلاموں کی عداوت ناقابل برداشت ہے تو انبیاء کرام اور بالخصوص سید الانبیاء ﷺ کی عداوت کیوں کر قابل برداشت ہوسکتی ہے اور غوث اعظم اس کا حکم کیوں کردے سکتے ہیں؟

نیز اطاعت رسول ﷺ اطاعت خداوندی ہے اور آپ کی اتباع اللہ تعالیٰ کے ہاں ذریعہ محبوبیت ہے تو ارشاد خداوندی کے برعکس آپ ترک اطاعت اور ترک اتباع کا حکم کیونکر دے سکتے ہیں؟ لہٰذا یہاں خلق اور اشیاء وغیرہ کے عمومات انہی افراد مخلوق اور ابعاض اشیاء پر منطبق کرنے لازم ہیں جو اللہ تعالیٰ سے دوری کا موجب ہوں اور حجاب وظلمت ہوں نہ وہ مقدس ہستیاں جو کہ داعی الی اللہ اور موصل الی اللہ اور حجابات اور ظلمتوں کو دور کرنے والے ہوں۔

علی قاری نے فرمایا۔ فکیف نظر الولی حیث یجعل الکافر مومنا والفاسق صالحا والجاهل عالما والکلب انسانا ۔ یعنی نگاہ ولی کی تاثیر کے کیا کہنے جو کہ کافر کو مومن، فاسق کو صالح ومتقی اور جاہل کو عالم اور کتے کو انسان بنا دیتی ہے تو انبیاء کرام اور سید الانبیاء کی تاثیر نگاہ کا عالم کیا ہوگا لہٰذا اللہ تعالیٰ سے تعلق قائم کرنے کے لئے ان کے دامن سے وابستگی لازم ہے۔

در آرزوئے آنکہ تو آشنا شوی
آوختم بہر کہ بود آشنائے تو

''موضوع بحث اور باعث تشویش عبارت اپنے سیاق وسباق کے آئینہ میں''

جس عبارت اور اس کی تشریح سے تشویش واضطراب کی لہر دوڑی اور غلط تاثر پیدا کیا گیا اگر اس کو اپنے سیاق وسباق کے ساتھ ملا کر دیکھیں اور غور وخوض سے کام لیں تو بھی ایسے عموم کی کوئی گنجائش نہیں نکلتی بلکہ فی الجملہ کاملین کی طرف اصلاح کے لئے افتقار و احتیاج واضح طور پر ثابت ہوتا ہے۔

(۱) اجعل الخليقة اجمع كرجل كنفه الخ سے پہلے یہ عبارت موجود ہے فاذا بلغ المريد حالة شيخه افرد عن الشيخ وقطع عنه فيتولاه الحق فيقطعه عن الخلق جملة فيكون الشيخ كالظئر والداية لارضاع بعد الحولين لا خلق بعد زوال الهوىٰ والارادة الشيخ يحتاج اليه مادام ثم هوى وارادة لكسرهما اما بعد زوالهما فلا

مرید جب اپنے شیخ اور مرشد کے مرتبہ ومقام تک رسائی حاصل کر لے تو اسے شیخ سے الگ کر لیا جاتا ہے تب اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے اس کا معاملہ اپنے ذمے لے لیتا ہے اور اسے مکمل طور پر مخلوق سے منقطع کر دیتا ہے تو گویا شیخ اور مرشد اپنے مرید کے لئے دودھ پلانے والی دایہ کی مانند ہے دوسال بعد دودھ پلانے کی مدت ختم اور ہوائے نفس اور ارادہ کے زائل ہونے کے بعد مخلوق کی محتاجی نہیں شیخ کی طرف محتاجی اس وقت تک ہے جب تک مرید میں ہوائے نفسانی اور ارادہ باقی ہوتا کہ وہ اپنی قوت ولایت سے ان دونوں کو توڑے اور ان کا قلع وقمع کرے لیکن ان دونوں کے زوال کے بعد شیخ کی محتاجی ختم ہو جاتی ہے۔

اس ارشاد سے بھی واضح ہوا کہ شیخ کی طرف مرید محتاج ہے اور اس کی امداد و اعانت سے ہی سلوک اور سیر الی اللہ کے مراحل طے کر سکتا ہے تو شیخ کو مجبور محض اور مقہور و

مغضوب سمجھنے کا کیا جواز ہو گا اور اس کی نیکی اور بھلائی اور احسان کا بدلہ دینے کا کیا یہی طریقہ ہوگا اور **هل جزاء الاحسان الا الاحسان** کی کیا یہی صورت ہوگی؟ اسی لئے شیخ محقق نے فرمایا باوجود آں رعایت ادب وحق نعمت شناسی ولی نعمتی وشکر گزاری آں واجب است یعنی مرید کے شیخ کے درجہ تک رسائی حاصل کر لینے کے باوجود اس کا ادب واحترام اور اس کے ولی نعمت ہونے کی حق ادائی اور شکر گزاری لازم ہے۔

(۲) نیز شیخ کے مرتبہ ومقام تک رسائی کے بعد اس کی ضرورت نہ رہے تو جو اس سے اکمل واعلیٰ ہوں اور سیر فی اللہ میں بہت سبقت حاصل کر چکے ہوں تو ان کی رہنمائی اور امداد واعانت سے استغناء کیسے متصور ہو سکتی ہے؟ حضرت عبدالرحمان طفسونجی کے لئے کمال وصول کے باوجود حضور شیخ عبدالقادر جیلانی کی طرف سے فیض رسانی اور واسطہ ووسیلہ ہونے کا بیان آپ کی زبانی ذکر کیا جاچکا ہے اور بالفرض کسی ولی کی محتاجی نہ ہو تو بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف محتاج ہونے کا انکار کیسے ہو سکتا ہے؟

اسی لئے خود غوث پاکؒ فرماتے ہیں "**وما ربانی الا رسول الله ولیس لاحد علی منة بعد الله ورسوله**" میری تربیت صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی اور اللہ تعالیٰ اور رسول پاک علیہ السلام کے علاوہ مجھ پر (منازل سلوک ووصول طے کرنے میں) کسی کا بار احسان نہیں ہے۔

شیخ ابن عطاء اللہ سکندری شیخ مکین الدین اسمر سے نقل کرتے ہیں "**انا ما ربانی الا رسول الله**" مجھے صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تربیت دی ہے اور شیخ عبدالرحیم فرماتے ہیں **انا لا منة لاحد علیّ الارسول الله** صلی اللہ علیہ وسلم مجھ پر سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی کا احسان نہیں ہے۔ لہٰذا رسول گرامی علیہ السلام کی امداد واعانت سے کوئی سالک وواصل اور سیر الی اللہ اور سیر فی اللہ کے منصب ومرتبہ والا بھی مستغنی نہیں ہو سکتا بلکہ انبیاءؑ بھی اکمل ہونے کے باوجود اکمل ترین بننے کے لئے ان کے محتاج ہیں اور ان کی نگاہ لطف وکرم کے منتظر اسی لئے

دنیا میں ان کو امتی بننے کا پابند کیا گیا" ثم جاء کم رسول مصدق لما معکم لتومنن بـــه الایـــه" اور آخرت میں آپ کے در پر طلب شفاعت اور آپ کے لواء الحمد کے نیچے کھڑے ہو کر آپ کے لشکری اور سپاہی بننے کا پابند کیا گیا۔

وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا
ہے خلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ کی

اسی لئے شیخ محقق حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی شارح فتوح الغیب نے فرمایا۔

پس ازاں بقا یافت وکارش بسیر فی اللہ افتاد۔ اکنوں بتربیت تجلیات متنوعہ الٰہی بوساطت امداد نور محمدی علیہ وسلم بمرتبہ تکمیل رسیدہ بمقام لقاء خواہد رسید۔ (شرح فتوح الغیب ۱۰۳)

یعنی فنائے ہوئی وارادہ کے بعد مرید کو بقاء کا مقام حاصل ہو گیا اور اس کا معاملہ سیر فی اللہ تک پہنچا اب اللہ تعالیٰ کی گونا گوں تجلیات کی تربیت کے ذریعے نور محمدی کی امداد و اعانت کے واسطہ ووسیلہ سے مرتبہ تکمیل تک پہنچ کر مقام بقاء تک پہنچ جائے گا۔

لہٰذا نبی کریم علیہ وسلم کے توسط وتوسل اور امداد و اعانت سے کوئی شخص کسی وقت اور کسی حال میں بھی مستغنی اور بے نیاز نہیں ہو سکتا۔

وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا
ہے خلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ کی

لہٰذا مقالہ کے آخر میں جو فرمایا گیا ہے کہ جو ایسے مصلوب سے امید ورجاء رکھے اور ایسے صاحب سطوت سلطان سے بیم وخوف اور امید ورجاء نہ رکھے تو وہ عقل وخرد سے بیگانہ بلکہ مجنون بلکہ جانور ہے تو کیا سالک اور سیر الی اللہ کے مقام والے کو جو اپنے آپ کو شیخ کی امداد کا محتاج سمجھے یا اس واصل اور سیر فی اللہ کے مرتبہ پر فائز ولی اللہ کو جو اپنے آپ کو نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی امداد واعانت کا محتاج سمجھے ان القابات سے نوازا جا سکتا ہے؟ قطعاً نہیں ہرگز

نہیں حاشا وکلا

(۳) نیز قابل غور امر یہ بھی ہے کہ وصول کے بعد تو دوسرے کسی سے عطاء و منع اور نفع و ضرر کا عقیدہ شرک ہے لیکن سالک اور سیر الی اللہ والے کو شیخ کے حق میں عطاو منع اور نفع وضرر کا مالک سمجھنا اور ان امور میں اس کا دست نگر اور محتاج سمجھنا بھی شرک نہیں ہے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ پوری کائنات میں ہر کام اور فعل میں موثر اور مدبر نہیں بلکہ دوسرے حضرات بھی اس کے ساتھ تدبیر و تصرف میں شریک ہیں بلکہ مشکل کام اولیاء و مرشدین کے سپرد فرما دیتا ہے اور نسبتاً آسان کام اپنے ذمہ کرم پر لے لیتا ہے کیونکہ مرید کے نفس اور ہوائے نفسانی اور تمناء و آرزو کی موت ہی زیادہ کٹھن ہے اس کے بعد کا مرحلہ اس قدر دشوار نہیں اس لئے سلوک کے مراحل اور سیر الی اللہ کی منازل ہر کوئی طے نہیں کر سکتا تو اس اہم مرحلہ کو مرشد کے سپرد کرنا صرف شرک کو ہی مستلزم نہیں بلکہ مرشد کے تصرف و تدبیر میں اقویٰ ہونے کو مستلزم ہوگا۔

اور اگر سیر الی اللہ اور سلوک کے مرتبہ میں شیخ کو باذن اللہ اور خداداد توفیق و طاقت سے بطور کسب اور سببیت موثر ماننا شرک نہیں تو واصل اور سیر فی اللہ والے کے لئے یہ عقیدہ و نظریہ شرک کیونکر ہو سکتا ہے؟ لہٰذا حضور غوث اعظمؓ کا قطعاً یہ مقصد نہیں ہو سکتا کہ بالاذن اور بالعطاء بھی مقبولان بارگاہ قدس نفع و نقصان اور عطاء و منع میں موثر اور مدبر نہیں ہیں آپ کی تصریحات گزر چکی ہیں کہ کامل مطیع و فرمانبردار کو اللہ تعالیٰ منصب تکوین بھی عطا فرماتا ہے اور وہ جس شیئ کو "کن" کہے وہ شیئ فوراً پردہ عدم سے باہر آجاتی ہے اور لباس وجود پہن لیتی ہے اور منصہ شہود پر جلوہ گر ہو جاتی ہے اور بقول آپ کے اللہ تعالیٰ نے بہت سے انبیاء اور اولیاء اور احباء کو یہ منصب عطا فرمایا ہے تو دوسرے تصرفات کا انکار کیسے ہو سکتا ہے۔

ایں گل دیگر شگفت

پیر نصیر الدین شاہ صاحب کا غلط اور بے بنیاد الزام

باری تعالیٰ کی حلِ مشکلات سے سبکدوشی (معاذ اللہ)

بہ ظاہر یہ عنوان کفریہ ہے مگر معاذ اللہ یہ میرا عقیدہ نہیں، اس کی تفصیل ذرا آگے ملاحظہ فرمایئے گا۔ بات یہ ہے کہ جب شرک کسی شخص پر بھوت بن کر سوار ہو جاتا ہے تو پھر... ع

می برداز وے صفاتِ مردمی

کے مصداق وہ شخص اپنی زبان اور قلم سے عجیب وغریب عقائد کا اظہار شروع کر دیتا ہے۔ توحید ایمان کی اصل ہے اور ایمان حیا ہے، جبکہ شرک کفرِ اصرح واقبح اور کھلی بے حیائی کا نام ہے۔ بمطابق احادیثِ طیبہ الحیاء شعبة من الایمان او الحیاء من الایمان اور اذا فاتک الحیاء فاصنع ما شئت او کما قال علیه الصلوٰة والسلام نیز حضرت پیران پیرؒ کی شخصیت، سیرت اور تعلیمات میں نقل کر چکے ہیں اسی شرک کے بھوت نے جب زمانہ حال کے ایک محترم مناظر اور شیخ الحدیث کے سر پر ڈیرہ جمایا اور بستر لگایا تو ان کے قلم سے ایک عجیب عقیدۂ واہیہ کا ظہور وصدور رہوا۔ موصوف نے اپنا یہ غیر مطبوعہ مقالہ مجھے ارسال فرمایا جس پر سر دست ہم کسی قسم کے تبصرہ کا حق اپنے پاس محفوظ رکھتے ہیں البتہ بالغ نظر قارئین اور قرآن وسنت کی تعلیمات پر ایمان رکھنے والے منصف مزاج ارباب علم سے یہ گزارش کرتے ہیں کہ وہ باری تعالیٰ کے بارے ایک شیخ الحدیث کے درج ذیل عقیدہ پر اپنا تبصرہ تحریری صورت میں ہمیں ضرور بھیجیں عبارت محولہ بالا ملاحظہ فرمائیں۔ ''نیز قابل غور امر یہ بھی ہے کہ وصول کے بعد تو کسی دوسرے سے عطاء ومنع ونفع وضر کا عقیدۂ شرک ہے لیکن سالک اور سیر الی اللہ والے کو شیخ کے حق میں عطا

منع ونفع وضرر کا مالک سمجھنا اوران امور میں اس کا دست نگر اور محتاج سمجھنا شرک نہیں ہے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ پوری کائنات میں ہر کام اور فعل میں موثر اور مدبر نہیں بلکہ دوسرے حضرات بھی اس کے ساتھ تدبیر وتصرف میں شریک ہیں بلکہ مشکل کام اولیاء ومرشدین کے سپرد فرما دیتا ہے اور نسبتاً آسان کام اپنے ذمہ کرم پر لے لیتا ہے' کیونکہ مرید کے نفس اور ہوائے نفسانی اور تمنا وآرزو کی موت ہی زیادہ کٹھن ہے اس کے بعد کا مرحلہ اس قدر دشوار نہیں اس لئے سلوک کے مراحل اور سیر الی اللہ کے منازل ہر کوئی آپ طے نہیں کرسکتا تو اس اہم مرحلہ کو مرشد کے سپرد کرنا صرف شرک کو ہی مستلزم نہیں بلکہ مرشد کے تصرف وتدبیر میں اقویٰ ہونے کو بھی مستلزم ہوگا (انتہیٰ)

محولہ بالا سطور میں جو کچھ شیخ الحدیث صاحب نے بیان فرمایا ہے اس سے کم از کم مجھے اتفاق نہیں ہے۔ (اعانت واستعانت کی شرعی حیثیت ص ۱۱۸'۱۱۹)

سخن شناس نئی دلبرا خطا اینجاست

حضرت پیر نصیر الدین صاحب کے مشاغل متکاثرہ بھی ہیں اور متنوعہ بھی اس لئے حضرت کو عبارت غور سے پڑھنے اور سیاق وسباق کے آئینہ میں مطالب ومفاہیم کے سمجھنے کا موقع کم ملتا ہے اوران مطالب ومقاصد کے ادراک میں غلطی لگ جاتی ہے اور چونکہ آپ نہ جاننے کے باوجود جاننے بلکہ علم ودانش کے اعلیٰ مقام پر فائز ہونے کا زعم بھی رکھتے ہیں اوراس کے بلند بانگ مدعی بھی ہیں اس لئے آپ کی اصلاح اور بازگشت کی توقع عبث اور لاحاصل امر معلوم ہوتا ہے۔

حقیقت حال

بندہ نے عنوان یہ قائم کیا تھا '' موضوع بحث اور باعث تشویش عبارت اپنے سیاق وسباق کے آئینے میں'' اوراس کے تحت چند قرآئن بیان کئے جو غوث اعظمؒ کی طرف منسوب اس مقالہ میں مذکورہ عبارت کو عموم پر رکھنے سے مانع ہیں

جس میں تیسرا قرینہ یہ بیان کیا تھا کہ اس پس منظر میں اس عبارت کو عموم پر محمول نہیں کیا جا سکتا مگر پیر صاحب نے نہ عنوان ملحوظ رکھا نہ اس سے قبل مذکور دو قرینے اور نہ بعد میں مذکور قرینہ کو ملاحظہ فرمایا اور نہ ہی اس قرینہ کی آخری سطور کو مستحق توجہ سمجھا اور جلد بازی اور عجلت سے کام لیتے ہوئے اس کو بندہ کا عقیدہ بھی بنا ڈالا اور کفر ہونے کا فتویٰ بھی داغ دیا۔ بریں عقل و دانش بباید گریست

مگر اتنا بھی ہوش نہ رہا کہ میں تو فتوح الغیب کی اس عبارت پر تبصرہ کر رہا تھا

الشیخ یحتاج الیہ مادام ثمہ ھوی و ارادۃ لکسرھما امابعد زوالھما فلاء

یعنی شیخ کی طرف محتاجی اس وقت تک مرید کو ہوتی ہے جب تک اس میں خواہشات نفسانیہ اور ارادہ موجود ہوتا کہ ان کو قوت ولایت سے توڑ دے اور مرید کو موت ارادہ اور موت ہویٰ تک پہنچاوے جب دونوں زائل ہو جائیں اور فنائے ارادہ اور فنائے ہوائے نفسانی حاصل ہو جائے تو مرید کو اس شیخ کی محتاجی نہیں رہتی پھر صرف اور صرف اللہ تعالیٰ اس کا متکفل ہو جاتا ہے۔

اس کو عموم پر رکھنے کے مفاسد بیان کرتے ہوئے کہا تھا کہ اس طرح اللہ تعالیٰ کے درمیان اور شیخ کے درمیان تقسیم کار لازم آ رہی ہے تو اس طرح شیخ بلکہ مشائخ کو اللہ تعالیٰ کے شریک بلکہ شرکاء ماننا لازم ہوگا کیونکہ ارادہ اور خواہشات انسانیہ کا خاتمہ اور سیر الی اللہ کی تکمیل ان کے ذمے رہی۔

نیز نفس، ارادہ اور خواہشات کو مارنا اور فنا کرنا ہی مشکل کام ہے اس کے بعد منازل وصول اور سیر فی اللہ طے کرنا سہل ہے تو لازم آئیگا کہ اللہ تعالیٰ نے آسان کام اپنے ذمے لے رکھے ہیں اور مشکل کام دوسروں کے ذمے کر رکھے ہیں اگر یہ امر کفر ہے تو فتوح الغیب کی عبارت سے لازم ہے اور حضور شیخ عبدالقادر جیلانی کو لازم آ رہا ہے اس کو بندہ کا عقیدہ بنا

ذالنابدترین علمی خیانت ہے اور بہتان وافتراء عظیم ہے اور دیانت قلم کا خون ناحق ہے۔

اگر آپ حضور غوث اعظمؒ کے محبّ اور مرید صادق ہیں تو ان کی عبارت کا وہی مطلب اور مقصد متعین کریں جو ہم نے بیان کیا ہے تا کہ لزوم کفر سے ان کا دامن اقدس محفوظ رہے اور آپ کے سوء فہم اور غلط تعبیر کی وجہ سے ان کے دامن عظمت پر لزوم کفر والا بدنما اور بدترین داغ نہ لگ سکے نہ کہ الٹا مجھ پر شرک اور کفر کا فتویٰ صادر کرنے لگیں۔

میں تو بحمد اللہ تعالیٰ اس کفریہ عقیدہ سے محفوظ و مصئون ہوں اور آپ کے فتوائے کفر اور آپ کے حواری مفتی حضرات کے فتوؤں سے منزہ ومبرا ہوں اور اعلیٰ حضرت پیر مہر علی شاہ قدس سرہ العزیز کے عقیدہ اور بندہ کے عقیدہ کی کامل و اکمل موافقت اور مطابقت ہر صاحب بصیرت کو دوپہر کے اجالے کی طرح واضح اور بے غبار محسوس ہوتی ہے لیکن

گر نبیند بروز شبرہ چشم۔ چشمہ آفتاب راچہ گناہ

اگر آپ کا عقیدہ یہی ہے کہ شیخ مرید کے ارادہ اور ھوائے نفسانی کی موت اور فنا میں مستقل موثر ہے تو آپ کفر وشرک کا التزام کر رہے ہیں اور التزام کفر یقیناً کفر ہے اور اگر خدانخواستہ آپ کا یہ بھی عقیدہ ہے (اور وہ واقعہ کے مطابق بھی ہے) کہ حضور شیخ عبدالقادر جیلانی بھی اس عقیدہ کے مالک ہیں تو آپ ان کو بھی التزام کفر کا مرتکب قرار دیکر کافر بنا رہے ہیں۔ العیاذ باللہ

ہوئے تم دوست جس کے دشمن اس کا آسماں کیوں ہو

اور اگر سیر الی اللہ اور فنائے ارادہ اور فنائے خواہشات میں شیخ سبب اور وسیلہ ہے اور کاسب ہے، موجد وخالق نہیں تو سیر فی اللہ اور وصول الی اللہ میں بھی ان حضرات کا دخل از روئے کسب ماننے میں کیا حرج اور کون سا مفسدہ ہے اور آپ بھی التزام کفر سے بچ سکتے ہیں اور حضور شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کا دامن عظمت بھی اس گرد وغبار بلکہ نجاست وغلاظت سے بچ سکتا ہے جو آپ ان کے دامن اقدس پر ڈالنے پر مصر ہیں اور اسے آلودہ کرنے پر کمر بستہ ہیں۔

مانو نہ مانو جان جہاں اختیار ہے
ہم نیک وبد حضور کو سمجھائے دیتے ہیں

تنبیہہ:

آپ کو بھی اعتراف ہے کہ فتوح الغیب حضور غوث اعظمؒ نے اپنے قلم مبارک سے نہیں لکھی بلکہ یہ آپ کے خطبات ہیں جن کو ارباب محفل قلم بند کر لیتے تھے چنانچہ جناب نے طلوع مہر (ص۱۰) پر تحریر فرمایا...... ''فتوح الغیب آپ کے مواعظ حسنہ کا وہ مجموعہ ہے جسے آپ کے خدام کاتب دوران وعظ نوٹ کرتے رہتے تھے۔'' اور ظاہر ہے کہ بیک وقت سننا اور لکھنا کامل توجہ کیساتھ بہت مشکل ہوتا ہے بالخصوص کلام غوث رضی اللہ عنہ کو جو کہ فصاحت وبلاغت نبوی اور مرتضوی کا مظہر تھا اور جملوں کے باہمی ربط اور تعلق کا پورا خیال رکھنا بہت بعید ہوتا ہے خواہ لکھنے والا جتنا جوہر قابل کیوں نہ ہو تو اس کو حضور شیخ جیلانی کی تصنیف قرار دینا ہی غلط ٹھہرا یہ تو ملفوظات کی کتابوں کی طرح کی ایک کتاب ٹھہری جس طرح کہ حدیث کی کتاب میں منقول روایت سے کسی نبی کی عظمت پر حرف آتا ہو تو اس کو راوی کی غلط فہمی اور ناسمجھی پر محمول کرنا ہی لازم اور ضروری ہے (اگر دوسری مناسب تاویل ممکن نہ ہو) اسی طرح اس عبارت میں تاویل لازم ہے یا پھر کاتب کی غلط فہمی ہے یا باہمی ربط وتعلق کا پورا پورا لحاظ نہیں رہ سکا جس سے فہم مراد میں خلل واقع ہو گیا ہے۔ بعض مقالات ڈیڑھ دوسطر کے بھی ہیں تو ظاہر ہے کہ آپ نے مجلس وعظ میں صرف دو تین جملے بول کر تو وعظ ختم نہیں فرما دیا ہوگا لہذا حضرت شیخ پر اس کلام باطل نظام واجب...... التاویل اوالمراد کی ذمہ داری عائد نہیں کی جا سکتی یہ صرف اور صرف شاہ نصیر الدین صاحب پر ذمہ داری عائد ہوتی ہے جو ہر حال میں اس کو مقبولان بارگاہ پر منطبق کرنے پر کمربستہ ہیں اور ان کو سولی چڑھے اور ہر طرح کے اسلحہ کا ہدف اور نشانہ بنے شخص کی مانند عذاب وعقاب میں مبتلا ماننے پر مصر ہیں۔

شاہ نصیر الدین گولڑوی کو چیلنج

آپ نے بندہ کے مقالہ میں سے صرف ایک عبارت سیاق وسباق سے کاٹ کر اور پورے مضمون ومفہوم اور بنیادی مطلب ومقصد کو قارئین سے پوشیدہ رکھ کر جس تحکم اور سینہ زوری اور ظلم وتعدی اور ناانصافی و بے اعتدالی کا مظاہرہ کیا اور باری تعالیٰ کی حل مشکلات سے سبکدوشی کا عنوان قائم کر کے اس کو میرا عقیدہ قرار دے دیا اور کفر کا فتویٰ بھی جڑ دیا اس کے متعلق بندہ کی طرف سے آپ کو چیلنج ہے کہ آپ اس عنوان اور اس کے تحت مندرج ادھوری عبارت کو بندہ کا عقیدہ ثابت کر دیں تو میں آپ کے ہاتھ پر بیعت کرلوں گا اور آئندہ کچھ بھی لکھنے سے توبہ کرلوں گا اور اگر اس عبارت کا بندہ کا عقیدہ ہونا ثابت نہ ہو سکے بلکہ تمہیں تمہارے دعویٰ کی رو سے لازم آنے والے غلط اور فاسد نظریہ کا بیان ہو تو پھر آپ مصنف بننے کی کوشش ترک فرمادیں کیونکہ جس شخص کو اردو عبارت سمجھنے کی بھی صلاحیت نہ ہو تو وہ توحید وشرک جیسے اہم اور نازک موضوع پر بحث وتمحیص کی استعداد وصلاحیت کا مالک کیونکر ہو سکتا ہے اور حضور سیدنا شیخ عبدالقادر الجیلانی کے ارشادات کی حقیقت اور گہرائی تک پہنچنے کا مدعی کیونکر ہو سکتا ہے اور اسے اپنی کوتاہ بینی بلکہ کج فہمی کے باوجود لوگوں کے دین وایمان کے ساتھ کھیلنے کا حق کیونکر دیا جا سکتا ہے۔

شاہ نصیر الدین صاحب نے اپنے رسالہ ''اعانت واستعانت کی شرعی حیثیت'' میں زمانہ حال کے جن دو حضرات کو محقق تسلیم فرمایا ہے یعنی حضرت علامہ غلام رسول سعیدی صاحب اور حضرت علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری صاحب کو تو میں ان کو اس امر متنازع فیہ میں حکم اور ثالث ماننے کو تیار ہوں۔ کیا پیر نصیر الدین صاحب بھی ان کو حکم اور ثالث مان کر اس نزاع کے تصفیہ پر آمادہ ہو سکتے ہیں؟ اور اخلاقی جرأت کا مظاہرہ کر سکتے ہیں؟ بڑی بیتابی کے ساتھ اس معروض کی قبولیت کا انتظار رہے گا۔

(۴) نیز مصلوب شخص پر صاحب سطوت وجلالت سلطان کے ہر طرح کے اسلحہ کے استعمال وغیرہ کو ذکر کر کے آپ نے فرمایا

"فهل يستحسن لمن رأى ذالك ان يترك النظر الىٰ السلطان ويترك الخوف منه والرجاء ويخاف من المصلوب ويرجوه. اليس من فعل ذالك يسمى فى قضية العقل عديم العقل والادراك مجنونا بهيمة غير انسان"

تو کیا جو شخص اس منظر کو دیکھے اس کے لئے یہ موزوں اور مستحسن ہے کہ وہ سلطان موصوف کی طرف نظر اٹھا کر نہ دیکھے اور نہ اس کی گرفت سے خائف ہو اور نہ اس کے جود و نوال سے امیدوار ہو اور مصلوب سے خوفزدہ بھی ہو اور اسی سے لطف وکرم کا امیدوار بھی ہو کیا ایسا کرنے والا شخص بتقاضائے حکم عقل وخرد سوجھ بوجھ اور علم وادراک سے محروم اور بے بہرہ۔ مجنون اور جانور اور انسانیت سے خالی اور تہی دامن نہیں سمجھا جائے گا؟

اس عبارت سے بھی صاف ظاہر ہے کہ آپ ان لوگوں کا رد کر رہے ہیں جو صرف اور صرف اغیار پر تکیہ کریں اور ان سے امید ورجاء رکھیں اور انہیں سے ڈریں نہ اللہ تعالیٰ سے امید ورجاء رکھیں اور نہ اللہ تعالیٰ کا ڈر اور خوف ان کے دل میں ہو تو رسل کرام اور انبیاء اور اولیاء عظام اور اغواث واقطاب کے غلام اور نیازمند لوگوں کے حق میں یہ تصور کون کر سکتا ہے جب کہ وہ ان کی اطاعت واتباع کرتے ہیں اور ان سے محبت وعقیدت رکھتے ہیں تو صرف اس نسبت کی وجہ سے کہ وہ ہمارے خالق ومالک اور رازق کے رسول اور ولی ہیں نہ کہ ذاتی حیثیت میں تو ایسے اہل اسلام وایمان پر اس فرمان کے ذریعے کیونکر شرک اور کفر کے فتوے لگ سکتے ہیں اور اگر ان سے نفع اور عطاء کی امید رکھتے ہیں تو بھی دعا اور شفاعت کے ذریعے نہ کہ ذاتی طور پر اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کو اپنے خزائن کے قاسم بنانے اور ماذون ٹھہرانے کی وجہ سے کما قال النبی علیہ السلام الله يعطى وانما انا قاسم

وقال علیه السلام اوتیت بمفاتیح خزائن الارض (بخاری شریف) قال علیه السلام اوتیت بمقالید الدنیا. الوفا و مسند احمد۔ المفاتیح و الکرامة یومئذ بیدی (مسلم شریف) اور حضرت ربیعہ بن کعب اسلمی کو فرمایا "سل قال اسالک مرافقتک فی الجنة" (رواہ مسلم) مجھ سے جو حاجت طلب کرنی ہو کرلو تو انہوں نے عرض کیا کہ میں آپ سے طلب کرتا ہوں آپ کی رفاقت اور خدمت گزاری کی استطاعت جنت میں اور تمام خلائق کا بروز قیامت آپ کی بارگاہ محبوبیت میں سائل بن کر حاضر ہونا اور اللہ تعالیٰ کے قہر اور غضب اور ہیبت وجلال سے بچنے کے لئے آپ کا سہارا لینا بھی سفارش و شفاعت اور دعاء والتجا کے لئے ہوگا نہ کہ ذاتی طور پر بچانے کے لئے اور اللہ تعالیٰ نے خود غلامان مصطفیٰ ﷺ کو عفو ودرگزر اور مغفرت وبخشش کے حصول کے حتمی ذریعہ ووسیلہ کے طور پر نبی مکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضری کا حکم دیا اور اللہ تعالیٰ سے مغفرت کی طلب اور نبی مکرم ﷺ سے سفارش اور دعائے مغفرت کے لئے عرض کرنے کا درس دیا اور ترغیب وتحریص فرمائی۔

قال الله تعالیٰ ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاء وک فاستغفروا الله واستغفر لهم الرسول لوجدوا الله توابا رحیما۔

اور اگر وہ لوگ جو کہ اپنے نفوس پر ظلم کر چکے آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوں پس اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کریں اور رسول گرامی ﷺ ان کے لئے مغفرت وبخشش طلب کریں تو ضرور بالضرور اللہ تعالیٰ کو بہت ہی توبہ قبول کرنے والا اور فضل واحسان فرمانے والا پائیں گے۔

ولنعم ما قال الامام احمد رضا قدس سرہ

بخدا خدا کا یہی ہے در نہیں اور کوئی مفر مقر
جو وہاں سے ہو یہیں آ کے ہو جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں

الغرض اہل اسلام اور اہل ایمان اللہ تعالیٰ کو نظر انداز کر کے قطعاً ان سے نہ امید، رجاء رکھتے ہیں اور نہ ڈر اور خوف بلکہ صرف اللہ تعالیٰ کی عطا اور اذن کی بدولت ان سے نفع اور عطا کی امید رکھتے ہیں اور ڈرتے ہیں تو اس لئے کہ ان سے بے پروائی اور بے نیازی اور ان کی بے ادبی و گستاخی سے اللہ تعالیٰ ناراض نہ ہو جائے اور اپنے قہر و غضب کا نشانہ نہ بنا لے اور یہ عین ایمان اور جان اسلام ہے اور حضرت غوث اعظمؒ کے بہت سے اقوال ذکر کئے جا چکے ہیں جو اولیاء اللہ کے اختیارات و تصرفات پر دلالت کرتے ہیں اور ان کے نافع اور مفیض ہونے پر دلالت کرتے ہیں لہٰذا آپ کی یہ عبارات اس امر کی واضح دلیل ہیں کہ آپ ان مشرکین کا اس میں رد فرما رہے ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ کو ساری کائنات کی تدبیر سے عاجز سمجھ کر اسکے ساتھ دوسرے الٰہ فرض کر لئے یا سرے سے اللہ تعالیٰ کو معطل مان کر کارخانہ کائنات کو اپنے مفروضہ معبودات کی طرف مفوض مان لیا تھا جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے نظریہ و عقیدہ کو بیان کرتے ہوئے فرمایا اجعل الالهة الها واحداً ان هذا لشئی عجاب کیا انہوں نے دوسرے خداؤں کا انکار کر کے صرف ایک خدا کو موجود مانا ہے یہ تو تعجب کی بات ہے (اکیلا خدا سب کائنات کا نظام کیسے چلا سکتا ہے اور وہ ان کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ محبت میں شریک ٹھہراتے یحبونهم کحب الله۔ بلکہ ان کو اللہ تعالیٰ سے بھی محبوب تر سمجھتے ہیں اس لئے ان کے باطل معبودات کو کوئی مسلمان گالی دیتا تو وہ اللہ تعالیٰ کو گالیاں بکتے اس لئے اللہ تعالیٰ نے اہل اسلام کو ان کے معبودات باطلہ کو سب و شتم کرنے سے منع کر دیا اور فرمایا قولہ تعالیٰ ولا تسبوا الذین یدعون من دون الله فیسبوا الله عدوا بغیر علم۔

اور بے شک وہ معبودات باطلہ اس مصلوب شخص کی مانند مجبور محض اور بے بس ہیں اور ان کے معتقد اور پجاری بھی عقل و خرد سے بے گانہ اور بدترین جانور ہیں اور انسانیت کے لئے باعث ننگ و عار اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اولئک کالانعام

بل هم اضل وہ جانوروں کی مانند ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ گئے گزرے اور فرمایا ان شر الدواب عند اللہ الصم البکم الذین لا یعقلون بے شک بدترین جانور اللہ کے ہاں بہرے گونگے لوگ ہیں جو سمجھتے نہیں ہیں۔

(۵) اس عبارت کا بظاہر تعلق وصول الی اللہ سے کر دیا گیا ہے جس کا مطلب یہ ہوا کہ واصل الی اللہ اور سیر فی اللہ کے مقام پر فائز شخص کو سب مخلوق کو اس مصلوب ومغلول اور مقید کی طرح سمجھنا چاہیے تو جو لوگ ابھی اس مقام پر فائز نہ ہوں وہ اس نظریہ وعقیدہ کے پابند نہ ہوں گے تو پھر عوام کالانعام کے سامنے اس مرتبہ و مقام کی بات کرنا اور اس کو توحید وشرک کی حقیقی تعبیر اور تفسیر قرار دینا کیونکر درست ہوگا کیونکہ عوام کی توحید اور خواص کی توحید اور ان کے شرک وکفر میں بون بعید ہے اور بہت بڑا تفاوت ہے۔

شیخ محقق حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ العزیز حضور محبوب سبحانی رضی اللہ عنہ کے مقالہ نمبر۲۳ کی تشریح میں فرماتے ہیں۔ ''ہمچنانکہ کہ اشتراک باثبات دوئی و بت پرستی عوام را در شریعت شرک است وبحکم الٰہی آمرزیدہ نمیشود ہمچنیں دعوائے ہستی وخود پرستی نیز در طریقت نزد خواص حکم کفر وشرک دارد وابستہ عتاب برآں متوجہ است۔ کمال توحید انیست واہل قرب بداں مامور بر تقصیر درآں ماخوذ ومعاتب (۱۳۶)

یعنی جیسے کہ دوئی اور بت پرستی شریعت میں عوام کے لئے شرک ہے اور فرمان خداوند تعالیٰ کے مطابق ناقابل مغفرت ہے ایسے ہی خواص کے لئے اپنی ہستی کا دعویٰ اور خود پرستی وانانیت کا مظاہرہ طریقت میں کفر وشرک کے حکم اور درجہ میں ہے اور اس کے ارتکاب کی صورت میں اللہ کا عتاب اور عقاب لازم ہے۔ کمال توحید یہ ہے اور اہل قرب و وصول اس کے ساتھ مامور ہیں اور اس میں تقصیر اور کوتاہی کی صورت میں لائق مؤاخذہ اور قابل عتاب ہیں۔

جب عوام اور خواص کی توحید میں بہت بڑا تفاوت ہے اور سالک اور واصل کا حکم جداگانہ ہے تو اس کو نظر انداز کرنے اور عوام کالانعام کو محبوبان قدس کے حق میں دلیر اور جسور اور گستاخ و بیباک بنانے اور اس کو تعلیمِ غوث قرار دینے کا کیا جواز ہے؟ جبکہ تعلیم غوث کے مطابق تو داغ دہلوی کی زبان میں یوں دعویٰ کرنے والے بھی مشرک ہیں اور مستحق عتاب وعذاب ۔

پڑا فلک کو کبھی دل جلوں سے کام نہیں
جلا کے راکھ نہ کر دوں تو داغ نام نہیں

اگر مزید تسلی مقصود ہو تو مقالہ نمبر ۲۳ کو چشم بصیرت سے مطالعہ فرماویں۔

٦۔ شیخ قدس سرہ العزیز کی طرف منسوب محل بحث مقالہ میں فاذا وصلت الیٰ اللہ کے ساتھ اجعل الخلیقۃ کلھا کا کیا ربط و تعلق ہے یہ امر بھی خصوصی غور و خوض کا متقاضی ہے۔ رسالہ طلوع مہر میں اس کو فاذا وصلت کی جزاء کے طور پر ذکر کر کے اپنا مطلوب نتیجہ اخذ کیا گیا ہے لیکن سیدنا شیخ جیلانی رضی اللہ عنہ نے بھی اس کو فاذا وصلت الیٰ اللہ کی جزاء کے طور پر ذکر فرمایا ہو اس پر کوئی واضح اور قطعی قرینہ و دلیل موجود نہیں نہ فاء کا لفظ ہے جو جواب شرط ہونے پر دلالت کرتا اور نہ واؤ ہے جو جواب شرط پر (معطوف ہونے) دلالت کرتا۔ اور یہ حقیقت مسلمہ ہے کہ فتوح الغیب کو آپ نے خود تصنیف نہیں فرمایا بلکہ یہ آپ کے خطبات اور مواعظ کا مجموعہ ہے جو دوسرے حضرات دوران وعظ قلمبند فرماتے تھے تو (ہو سکتا ہے کہ) انہوں نے اس میں کماحقہ ترجمانی نہ کی ہو گا نبہت علیہ سابقا۔ بلکہ حقیقت میں یہ کلام مستانف اور جداگانہ ہو اور اس میں دار تکلیف میں بسنے والے لوگوں کی کیفیت اور اس سے خلاص اور نجات کی سبیل بتلائی گئی ہو۔ کہ ہر کوئی اس جہان میں کسی نہ کسی طرح ہدف بلا و ابتلاء اور نشانہ حوادث بنا ہوا ہے اور اس کے رنج و الم اور ابتلاؤ و امتحان سے خلاص پانے اور شدائد و تکالیف سے رہائی حاصل کرنے کی

ایک ہی صورت ہے کہ دنیا میں ہوتے ہوئے دنیا سے باہر نکل جاؤ تو پھر آرام ہی آرام ہے اور سکون ہی سکون اور راحت ہی راحت ہے اور محبوبانہ ناز و انداز ہوں گے اور عزو وقار اور جاہ وحشمت حاصل ہوگی جیسا کہ تمثیل کے اجزا کی تشریح سے واضح ہو رہا ہے

فالدنیا کالنهر العظیم الجاری الذی ذکرناo لا کل یوم فی زیادة مائها وهی شهوات بنی آدم ولذاتهم فیها التی تصیبهم منها واما السهام وانواع السلاح والبلایا التی تجری بها القدر الیهم فا لغالب علیٰ بنی آدم فی الدنیا البلایا والنفض والآلام والمحن وما یجدون من النعیم واللذات فمشوبة بالآفات اذا اعتبرها کل عاقل ادرک ان لا حیواة له الا فی الآخرة ان کان موقنا کما قال النبی ﷺ . لا عیش الا عیش الآخرة خصوصاً ذالک فی حق المؤمن کما قال علیه الصلوة والسلام الدنیا سجن المؤمن وجنة الکافر وقال علیه الصلواة والسلام التقی ملجم

ومع هٰذهٖ الاخبار و العیان کیف یدعیٰ طیب عیش فی الدنیا فالراحة کل الراحة فی الانقطاع الیٰ الله عزو جل وموافقته والاستطراح بین یدیه فتکون بذالک خارجاً من الدنیا و حینئذٍ یکون الدلال رافة ورحمة ولطفا وصدقة وفضلا۔

حضرت شیخ نے مصلوب والی تمثیل میں مذکور نہر کو دنیا کی تمثیل قرار دیا اور اس میں اٹھنے والی امواج کو بنی آدم کی خواہشات اور لذات کی تمثیل بتلایا اور مصلوب پر چلائے جانے والے تیروں وغیرہ کو ان بلیات وآفات کی تمثیل قرار دیا جو تقدیر خداوندی سے بنی آدم پر جاری ہوتی ہیں کیونکہ بنی آدم پر دنیا میں بالعموم بلیات وآفات اور بے سکونی و بے آرامی اور ابتلاٗ وآزمائش طاری رہتی ہے اور جو نعمتیں اور لذات ان کو حاصل ہوتی ہیں تو وہ بھی آفات کے ساتھ مخلوط ہوتی ہیں جب کوئی بھی عقلمند ان کو مدنظر رکھے تو وہ اس حقیقت کا

ضرورادراک کرے گا کہ زندگانی صرف اخروی زندگانی ہے بشرطیکہ صاحب یقین ہو۔ جیسے کہ نبی مکرم ﷺ کا فرمان ہے کہ عیش اور راحت صرف آخرت کی عیش اور راحت ہے۔ بالخصوص مومن کے حق میں جیسے کہ رسول معظم ﷺ کا فرمان ہے کہ دنیا مومن کے لئے قید خانہ ہے اور کافر کے لئے جنت ہے اور نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے متقی شخص لگام دیا ہوا ہے یعنی وہ دنیا کی لذات سے لطف اندوز نہیں ہوسکتا جیسے لگام والا گھوڑا خوراک نہیں کھا سکتا۔

ان روایات اور مشاہدات کے ہوتے ہوئے دنیا میں اچھی زندگی اور پاکیزہ گزران کا دعویٰ کیسے کیا جا سکتا ہے پس کامل واکمل راحت ہے تو صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونے میں اور اس کی موافقت میں اور اس کی بارگاہ ناز اور دربار مقدس میں اپنے آپ کو گرانے اور سربسجود کرنے میں ہے پس جس وقت تو دنیا سے باہر اور خارج ہو جائے گا اور اس وقت از روئے راحت ورحمت اور لطف وکرم اور فضل وجود تجھے ناز ودلال اور عزو وقار حاصل ہو جائے گا۔

اگر اس عبارت کو ملحوظ رکھا جائے تو حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا مطلب ومقصد اور آپ کی طرف منسوب اس عبارت کا معنی ومفہوم بالکل مختلف ہو جاتا ہے۔ اس میں مقبولان بارگاہ کو مصلوب ومغضوب اور مبغوض شخص کی طرح سمجھنے کے حکم اور فرمان کی بجائے دنیا میں رہتے ہوئے دنیا سے الگ اور باہر ہونے کا طریقہ اور اس کے آفات وبلیات سے خلاص پانے اور کامل واکمل راحت حاصل کرنے اور حوادثات وعوارضات کی سولی پر لٹکنے سے بچاؤ اور تحفظ کی صورت اور اس کا ذریعہ اور وسیلہ بتلانا مقصود ٹھہرے گا۔ اور یہی تعلیم و تربیت اور ارشاد ورہنمائی حضور غوث اعظم کی شان والا کے لائق ہے اور مقبولان بارگاہ خدا وند کی تعظیم وتکریم کے لائق کیونکہ اندریں صورت مقبولان بارگاہ قدس اور محبوبان خداوند تعالیٰ جو فنافی اللہ بقاء باللہ کے مقام پر فائز ہوتے ہیں تو وہ دنیا میں نہیں ہوں گے اور نہ اس مصلوب شخص کی مانند ہدف سہام ونیزہ جات نہ خنجروں اور تیغوں کے موارد اور نشانہ

ہوں گے بلکہ سراسر راحت وسکون میں ہوں گے اور محبوبانہ عز ووقار اور معشوقانہ جاہ وجلال کے ساتھ بارگاہ ذوالجلال میں جلوہ گر ہوں گے قال اللہ تعالیٰ لله العزة ولرسوله وللمومنين ولكن المنافقين لا يعلمون ۔ انک اليوم لدينا مكين امين (كما حققه الغوث قدس سره نقلنا عنه سابقاً) اور اس طرح آپ کے دوسرے ارشادات جو ہم نے قبل ازیں ذکر کیے ہیں اس عبارت کے مناقض ومعارض بھی نہیں رہیں گے بلکہ سب میں باہمی توافق وتطابق پیدا ہو جائے گا اور کلام غوث رضی اللہ عنہ سے مقبولان بارگاہ ناز کی عزت وعظمت نمایاں ہوگی والحمد لله علىٰ ذالک۔

(۷) جناب شاہ نصیر الدین صاحب نے اس عبارت "اذا وصلت الیٰ الله .... اجعل الخليقة اجمع كرجل كتفه سلطان الخ" کو اس صورت حال پر محمول کیا ہے کہ جن لوگوں نے محض جہالت اور بے خبری کی وجہ سے مختلف انسانوں اور نیک ہستیوں کو نفع وضرر کا مالک سمجھنا شروع کر دیا تھا اور قضاً وقدر جیسے اہم اور مخصوص باللہ مسائل اور معاملات کو بھی مخلوق سے وابستہ اور منسوب کر دیا تھا انہیں شیخ کے خطبات حق آشکار نے جھنجھوڑ کر رکھ دیا چنانچہ آپ ایک مقام پر یوں لب کشا ہوتے ہیں فاذا وصلت الیٰ الله عزو جل .... اجعل الخليقة اجمع كرجل كتفه سلطان الخ

مگر سوال یہ ہے کہ جب یہ عقیدہ جاہل اور بے خبر لوگوں نے اپنا رکھا تھا اور انبیاء و رسل علیہم السلام نے اور اولیاء کاملین اور مقبولان بارگاہ خداوند تعالیٰ نے ہرگز انہیں اس کا حکم نہیں دیا تھا اور کفریہ عقائد اور شرکیہ نظریات پر بالکل راضی بھی نہیں ہو سکتے تو ان کو سولی چڑھانے اور طوق پہنانے اور ہر طرح کے اسلحہ کا ہدف بنانے کا کیا مطلب؟ اور ان کی توہین وتحقیر اور اہانت وتذلیل کا کیا جواز۔ کرے کوئی اور بھرے کوئی والی صورت اللہ تعالیٰ کی بارگاہِ عدل وانصاف میں کیونکر وقوع پذیر ہو سکتی ہے۔ قال اللہ تبارک وتعالیٰ "لا تزر

وازر ۃ وزر اخریٰ "کوئی نفس بھی کسی دوسرے نفس کے جرم وقصور اور گناہ و تقصیر کا بوجھ نہیں اٹھائے گا اور نہ یہ بار گراں اس پر ڈالا جائے گا تو ان مقبولان بارگاہ ناز کے حق میں یہ بے انصافی اور غیر عادلانہ سلوک کیونکر روا رکھا جا سکتا ہے اور حضور شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ جیسے حقائق شناس اور عرفاء کے سردار سے اس اعتقاد اور نظریہ کی توقع کون عقلمند انسان کر سکتا ہے؟

نیز نیک ہستیوں کو نفع ونقصان اور قضاً وقدر میں مستقل متصرف اور بالذات مالک سمجھنا عام اہل اسلام کے نزدیک بھی کفر اور شرک ہے نہ صرف واصل الی اللہ کے نزدیک اور اذن باری تعالیٰ اور اس کی عطا کی ہوئی قوت وطاقت سے متصرف اور مالک سمجھنا عام اہل اسلام کے لئے بھی جائز بلکہ ضروری ہے چہ جائیکہ خواص کے لئے جو خود مظاہر جودو نوال اور عطاء و بخشش ہوتے ہیں۔ جیسے کہ حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کے اپنے متعلق ارشادات اس حقیقت کا منہ بولتا ثبوت ہیں جو کہ قبل ازیں ذکر کئے جا چکے ہیں اور رسالہ طلوع مہر میں بھی بعض کا ذکر کیا گیا ہے جن میں سے یہ شعر خصوصی توجہ کا متقاضی ہے جو آپ کی درگاہ شریف کے دروازہ پر مرقوم ہے اور ہر حاضری دینے والے کے دل ودماغ پر عظمت غوث کے نقوش کو گہرا کرتا اور انمٹ بناتا ہے۔

ألم تر ان الله اسبغ نعمه علينا و ولانا قضاءُ الحوائج ......کیا تم نے ملاحظہ اور مشاہدہ نہیں کیا کہ اللہ تعالیٰ نے ہم پر اپنی نعمت ظاہرہ وباطنہ کو کامل کر دیا ہے اور ہمیں (خلائق کے لئے) قضائے حاجات پر مامور فرمایا ہے۔ **وغیر ذالک**

الغرض فتوح الغیب میں مندرج اس عبارت کا سیاق وسباق اور دلائل قران وسنت اور دیگر مقالہ جات کی روشنی میں قطعاً وہ مطلب ومقصد نہیں بنتا جو شاہ نصیر الدین صاحب نے اس سے کشید کرنے کی سعی ناتمام فرمائی ہے۔

سوال۔ حضرت شیخ قدس سرہ العزیز نے فرمایا "**فلا تری لغیرہ وجودا البتۃ**" جس

سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ وحدۃ الوجود کے قائل ہیں اور سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کو موجود نہیں مانتے تو پھر ان کے تصرفات اور افادہ وافاضہ اوعطاؤ منع بالاذن اور بالعطاء کی بھی نفی ہوجائے گی نہ کہ محض ذاتی اور استقلالی عطاء ومنع کی۔

جواب۔ وحدت الوجود کا یہ معنی ہرگز نہیں کہ سرے سے کوئی شیی موجود ہی نہیں سوائے ذات باری تعالیٰ کے ورنہ سب شرعی احکام اور رسالت ونبوت اور نزول کتب اور ملائکہ اور جزاء وسزا اور جنت ودوزخ وغیرہ کا انکار لازم آئے گا جو کسی عقلمند کے شایان شان نہیں چہ جائیکہ مسلمان کے، بلکہ اس کا مطلب ومفہوم یہ ہے کہ ہر شیی میں اس کے وجود حقیقی واجب لذاتہ کا عکس اور پرتو ہے اور کوئی مستقل وجود نہیں ہے اس ذات واجب کی طرف استناد اور انتساب ہی انکا وجود ہے۔

خود آپ نے ہی تصریح فرمائی ہے اول ماینظر العاقل فی صنعة نفسه وتركيبه ثم فی جميع المخلوقات والمبدعات فيستدل بذالكب على خالقها ومبدعها لا ن فی الصنعة دلالة على الصانع وفی القدرة المحكمة آية على الفاعل الحكيم فان الاشياء كلها موجودة به...... وفی معناه ماذكر عن ابن عباس رضی الله عنهما فی تفسير قوله تعالى وسخرلكم مافی السمٰوات ومافی الارض جميعاً منه فقال فی كل شيی اسم من اسماءه واسم كل شئی من اسمه فانما انت بين اسماءه وصفاته وافعاله باطناً بقدرته وظاهراً بحكمته (مقالہ نمبر 74)

ہر عقل مند پہلے پہل اپنے نفس کی صنعت اور اس کی ترکیب میں غور وفکر کرتا ہے پھر تمام مخلوقات اور نو پیدا کردہ اشیاء میں تو ان کے ساتھ ان کے خالق وموجد پر دلیل پکڑتا ہے کیوکہ ہر صنعت اور ایجاد صانع اور موجد پر دلالت ہوتی ہے اور مقدورات کے محکم اور منضبط سلسلہ میں فاعل حکیم پر علامت وامارت ہوتی ہے کیونکہ تمام تر اشیاء اللہ تعالیٰ کے

ذریعے موجود ہیں۔

یہی مضمون حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے اللہ تعالیٰ کے اس قول سخر لکم ما فی السمٰوات والارض جمیعامنه کی تفسیر میں منقول اور مروی ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین میں موجود ہر شی کو تمہارے لئے مسخر کر دیا درآنحالیکہ سبھی اسی سے ہیں۔

اس کی تفسیر میں آپ نے فرمایا کہ ہر چیز میں اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے ایک اسم ہے یعنی ہر چیز اللہ تعالیٰ کے کسی نہ کسی اسم کا مظہر ہے اور وہ اسم اس کے تعین اور تشخص کا مظہر ہے اور ہر شی کا اسم اور نام اسی کے نام اور اسم کا مظہر ہے اور وہ اسم اس کی اسما وصفات اور افعال کی تاثیرات پر مترتب ایک اثر ہے مرتبہ امکان میں اسی کی قدرت میں پوشیدہ اور وجود ظاہر کے مرتبہ میں اس کی حکمت میں ہویدا اور آشکارا ہے اگر کسی شیی کا بالکل وجود ہی نہیں اور نہ آپ اس کے قائل تو پھر اس استدلال کا کیا معنی اور ہر مخلوق کے مظہر اسم ہونے کا کیا مطلب؟ لہذا اس آڑ میں مقبولان بارگاہ کو بالعموم اور انبیاء ورسل کو بالخصوص اور سید الانبیاءﷺ کو اخص الخصوص مجبور ومعذور اور بے بس و بے کس اور مقہور ومغضوب اور ہدف عذاب ونکال ثابت کرنا سراسر ضلالت وگمراہی ہے اور زندیقیت اور الحادو بے دینی ہے۔ نعوذباللہ من ذالک۔

نیز جس کو آپ فرما رہے ہیں کہ غیر اللہ کو موجود نہ سمجھے اور نہ ان کے وجود کو دیکھے تو وہ خود بھی غیر اللہ ہے تو پھر وہ بھی موجود نہیں تو اس معدوم کو یہ حکم دینے کا کیا مطلب کہ تو دوسرے کسی کو موجود نہ سمجھے تو لامحالہ مستقل وجود کی ہی نفی مراد ہوسکتی ہے نہ کہ ہر طرح کے وجود کی؟ (فتامل حق التامل)۔

<u>سوال:</u> جب اللہ تبارک وتعالیٰ تمام اشیاء کا خالق ہے اور جملہ افعال واعمال کا بھی "کما قال اللہ تعالیٰ واللہ خلقکم وماتعملون" تو پھر نفع وضرر اور منع وعطاء اور تدبیر

وتصرف کی نسبت غیر کی طرف کرنے کا کیا جواز ہے؟ اور استقلالی وذاتی اور عطائی اور وہبی کے تفرقہ کا کیا مساغ اور کیا امکان ہے؟

جواب: بے شک اللہ تعالیٰ ہی تمام مخلوقات اور ان کے افعال واعمال کا خالق وموجد ہے مگر کسب اور سبیت کے طور پر مخلوق کا عمل ودخل بھی ہے اسی لئے کہتے ہیں " ایاک نعبدو ایاک نستعین " اگر ہم خالق ہوتے تو اس سے استعانت نہ کرتے اور سبب اور کسب بھی ہماری طرف سے نہ ہوتا تو اپنے عابد ہونے کا دعویٰ نہ کرتے اور نہ ہی اللہ تعالیٰ جزاء بما کانوایعملون جزاء بما کانوایکسبون اور لھاما کسبت وعلیھاما کتسبت فرما کر کسب اور فعل وعمل کی نسبت بندوں کی طرف کرتا۔ حضرت شیخ قدس سرہ خود ہی فرماتے ہیں وان کان اللہ خالقک وخالق افعالک مع کسبک انت الکاسب وھوالخالق کما قال بعض العلماء باللہ عزوجل یجیئی ولا بدمنک وقولہ صلی اللہ علیہ وسلم اعملوا واقاربوا وسددوافکل میسر لماخلق لہ (مقالہ نمبر ۷۰)

اگرچہ اللہ تعالی تیرا بھی خالق ہے اور تیرے افعال کا بھی مگر تیرے کسب اور سبیت کے ساتھ تو کاسب ہے اور وہ خالق ہے جیسے کہ بعض علماء نے فرمایا ہر کام اور ہر فعل اللہ تعالیٰ کے ارادے اور قدرت سے پردہ عدم سے برآمد ہوتا ہے مگر تیرا دخل اور کسب بھی ضروری ہے۔

اور رسول معظم ﷺ کا یہ قول بھی خلق اور کسب کا فرق واضح کرتا ہے یعنی جب صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا کہ جب ہر ایک کے متعلق جنت یا دوزخ کا فیصلہ ہو چکا ہے تو پھر عمل کی کیا ضرورت ہے تو آپ نے فرمایا عمل کرو اور درستی وراستی اختیار کرو اور ثابت قدمی کا مظاہرہ کرو ہر ایک کو اسی امر وفعل کی توفیق دی جائے گی جس کے لئے وہ پیدا کیا گیا ہے۔

الحاصل اللہ تعالیٰ نے دنیا میں اسباب ومسببات کا سلسلہ قائم فرمایا جس طرح پانی پیاس بجھانے کے لئے اور کھانا بھوک دور کرنے کے لئے آگ جلانے کے لیے اسی طرح آدمی میں بھی قوت رکھی ہے جو عادۃ وجود افعال واعمال میں موثر ہوتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی قدرت اور ارادہ کے تابع ہو کر جس طرح استسقاء کا مرض اللہ تعالیٰ پیدا کر دے یا جوع البطن کا تو پانی اور کھانا پیاس اور بھوک دور نہیں کر سکتے اور آگ کو روک دے تو جلا نہیں سکتی (یانار کونی بردا وسلاما علی ابرھیم) لیکن اگر رکاوٹ نہ ڈالے تو وہ موثر ہوتی ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندے کو بھی قدرت عطا کی جاتی ہے نہ وہ مجبور محض ہے جیسے کہ جبریہ کا عقیدہ ہے اور نہ خالق وموجد بالاستقلال حتی کہ اللہ کے ارادے اور قوت پر بندہ کا ارادہ اور قوت غالب آ جائے بندہ کفر کا ارادہ کرے اور اللہ تعالیٰ ایمان کا تو کفر موجود ومحقق ہو اور ایمان موجود ومحقق نہ ہو جیسے کہ معتزلہ کا عقیدہ ہے۔

حضرت سیدنا غوث اعظمؓ فرماتے ہیں وکل ذالک بفعل فاعل وتدبیرہ وھو اللہ لتکون موحدا للرب ولاتنس مع ذالک کسبھم لتخلص من مذھب الجبریة واعتقدان الافعال لاتتم بھم دون اللہ تعالیٰ کیلا تعبدھم وتنسی اللہ ولاتقل فعلھم دون اللہ فتکفر فتکون قدریا ولکن قل ھی للہ خلقا وللعباد کسبا۔ (مقالہ نمبر۱۰)

تمام احوال مخلوقات کے ایک فاعل اور مدبر کی تدبیر سے ہی وقوع پذیر ہیں اور وہ فاعل مدبر اللہ تعالیٰ ہی ہے تاکہ (یہ عقیدہ رکھ کر) تو رب تعالیٰ کو واحد ماننے والا ہو جائے اور ساتھ ہی عباد کے کسب اور سببیت کو بھی مت بھولنا تاکہ جبریہ کے مذہب سے خلاصی حاصل کرے اور یہ عقیدہ بھی رکھنا کہ افعال کا صدور ان سے تکمیل تک نہیں پہنچ سکتا بغیر اللہ تعالیٰ کے تاکہ تو عباد اللہ کا پجاری نہ بن جائے اور اللہ تعالیٰ کو بھول ہی جائے اور نہ ہی یہ کہنا کہ ان کا فعل اللہ تعالیٰ کے بغیر ہے ورنہ تو کافر ہو جائے گا اور قدری بن جائے گا لیکن یوں

کہنا کہ یہ سب افعال واحوال ازروئے تخلیق وایجاد اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں اور ازروئے کسب وسببیت بندوں کی طرف سے ہیں۔ اور یہی ارشاد سیدنا امام جعفر صادقؓ کا ہے لاجبر ولاقدر وامربین امرین (شرح فتوح ۷۰) یعنی مخلوق مجبور محض ہے اور نہ ہی قادر مطلق بلکہ ان دونوں امور کے درمیان ہے۔

تلبیس ابلیس

حضور سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے اتوار کی شب ۲۱ ذوالحجہ ۴۹۱ھ کو خواب میں ابلیس لعین کو دیکھا جب کہ میں مجمع کثیر میں موجود تھا تو میں نے اس کے قتل کا ارادہ کیا تو اس نے کہا تم مجھے قتل کیوں کرتے ہو؟ میرا گناہ کیا ہے۔ ان جری القدر بالشر فلااقدر اغیرہ بالخیر وانقلہ الیہ وان جری بالخیر فلااقدر اغیرہ وانقلہ الی الشر الخ (مقالہ نمبر ۲۱)

اگر اللہ تعالیٰ کی تقدیر اور قضاءِ قدر کسی کے متعلق شر اور بدی کے ساتھ جاری ہو چکی ہے تو میں اس کو خیر اور نیکی کے ساتھ بدلنے پر قدرت نہیں رکھتا اور نہ اس کو نیکی کی طرف منتقل کر سکتا ہوں اور کسی کے متعلق اللہ تعالیٰ کی تقدیر نیکی اور بھلائی کے ساتھ جاری ہو چکی ہے تو اس کو تبدیل کرنے اور شر وفساد کی طرف منتقل کرنے کی طاقت وقدرت نہیں رکھتا (جب میرا شر وفساد میں دخل نہیں تو میرے قتل کا کیا جواز ہے؟)

اس لعین نے اپنے سبب اضلال اور باعث اضرار ہونے کا بھی انکار کر دیا اور سب کچھ محض صرف اللہ تعالیٰ کی قضاءِ تقدیر میں منحصر کر دیا حالانکہ اس کا وسواس وخناس ہونا اور ضلالت وگمراہی خلق میں واسطہ اور سبب ہونا مسلم امر ہے اور نا قابل تردید حقیقت اور اس کا اعلان ہے "لاغوینھم اجمعین میں سب بندوں کو ضرور گمراہ کروں گا ماسوائے

مخلصین عباد کے اور اس کا پروگرام اور مشن یہی ہے۔

لاقعدن لھم صراطک المستقیم " کہ میں ان کے راہ راست پر چلنے میں رکاوٹ ڈالنے کے لئے اس پر بیٹھ جاؤں گا اور انہیں ہرگز صراط مستقیم پر چلنے نہیں دوں گا لیکن یہاں کمال وقاحت اور بے حیائی سے کام لیتے ہوئے بالکل انکار کر گیا خلق افعال کا بھی اور سبب وسببیت کا بھی۔

لیکن جس طرح شیطان کے مکروفریب کو تسلیم نہیں کیا جاسکتا اسی طرح ان لوگوں کی باتیں بھی ناقابل التفات ہیں جو کہتے ہیں انبیاء کرام اور ائمہ کرام اور علماء باطن اور علماء ظاہر خلق خداوند تعالیٰ کی ہدایت اور رہنمائی میں اور ان کی نیکی اور اصلاح میں اور ان کو کفر وشرک اور بدی اور شر سے بچانے میں سبب اور وسیلہ بھی نہیں ہیں اور علی ھذ االقیاس جو یہ کہتے ہیں کہ معجزات وکرامات میں انبیاء کرام اور اولیاء کرام کا کوئی دخل نہیں اور نہ وہ ان میں متصرف ہیں نعوذ باللہ بلکہ ان کی تخلیق وایجاد صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے تو یہ بھی ابلیسی تلبیس ہی ہے کیونکہ تمام عباد اور ان کے افعال بلاشبہ اللہ تعالیٰ کی تخلیق ہیں لیکن افعال واعمال کے صادر ہونے میں بندوں کے ازروئے کسب وسببیت دخل کا انکار قطعاً روا نہیں فرق صرف یہ ہے کہ عام لوگوں کا دائرہ کسب محدود ہے مگر ان مقبولان بارگاہ قدس کا دائرہ کسب غیر محدود ہے ہم صرف افعال اور اعمال عادیہ کے ساتھ خداداد قدرت وتصرف اور ارادہ ومشیت کا تعلق قائم کر کے موجود ومحقق کرتے ہیں لیکن وہ حضرات غیر عادی اور خلاف معمول امور کو بھی خداداد وسیع قدرت اور قوت کے واسطہ ووسیلہ سے موجود اور محقق کر دیتے ہیں جس طرح روٹی بھوک دور کرنے میں اور پانی پیاس بجھانے میں موثر ہے اور آگ جلانے میں موثر ہے لیکن باذن اللہ اسی طرح انبیاء کرامؑ اور اولیائے کرامؒ کی خداداد قدرت وقوت بھی موثر باذن اللہ ہے۔

اگر ان کا دخل ہی نہ ہوتا تو حضرت عیسیٰ کے اس اعلان اور دعوے کا قطعاً کوئی جواز

نہیں ہوسکتا ابری ء الاکمہ والابرص واحیی الموتیٰ باذن اللہ میں مادرزاد اندھے اور سفید داغوں والے کو درست کر دیتا ہوں اور مردوں کو زندہ کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کی توفیق و اعانت کے ساتھ۔ حضرت آصف فرماتے ہیں انا آتیک بہ قبل ان یرتد الیک طرفک اے نبی خداوند تعالیٰ میں بلقیس کا تخت آپ کے پاس لے آتا ہوں تمہارے آنکھ جھپکنے سے پہلے اگر یہ ان کا سرے سے فعل ہی نہیں تھا تو اپنی طرف اس کی نسبت کیوں کی؟ نیز حضرت سلیمانؑ نے بھی حاضرین مجلس کو فرمایا ایکم یاتینی بعرشھا تم میں سے کون اس کا تخت لے کر آتا ہے تو اگر آپ کی نگاہ نبوت میں آپ کے مذہب وملت میں بندوں کا افعال میں کسی طرح کا بھی دخل نہیں تھا نہ از روئے خلق وایجاد اور نہ از روئے کسب وسبیت تو آپ نے ان کو تخت لانے کا حکم ہی کیوں دیا اور اگر ان میں قدرت نہیں تھی تو انہوں نے لا دینے کی پیشکش کیوں کی بلکہ اگر عفریت جیسے جن اور فرعون مزاج ناری میں قدرت وقوت تھی اور وہ انی علیہ لقوی امین والے دعوے میں سچا تھا تو حضرت آصف بن برخیا جو اس کے طلب کئے گئے وقت سے بہت ہی قلیل ترین وقت میں تخت لاکر بارگاہ سلیمان میں حاضر کر دیتے ہیں تو کیا ان میں قدرت وقوت نہیں تھی؟ اگر عفریت میں قدرت وقوت نہ ماننا انکار قرآن ہے اور کفر تو کیا حضرت آصف میں قدرت وقوت ماننا کفر وشرک ٹھہرے گا۔ نعوذ باللہ۔

ہاں کبھی ان کی قوت وقدرت اور ارادہ مشیت کے تعلق کے بغیر بھی اللہ تعالیٰ ان میں اور ان سے یہ خوارق عادت اور معجزات وکرامات صادر فرما دیتا ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے ارادہ اور مشیت کے تعلق کے بعد وہ خرق عادت اور معجزہ وکرامت صادر نہیں ہونے دے گا کیونکہ یہ تو انبیاء واولیاء کے ساتھ مخالفت ومخاصمت ہوئی ان کی شان محبوبیت کا اظہار تو نہ ہوا۔

نیز یہ امور خارقہ للعادت چونکہ روحانی قوت وطاقت سے سرزد ہوتے ہیں اور

روح کے لئے فنا نہیں بلکہ وہ ابدیت کے لئے پیدا کی گئی ہے اس لئے معجزات وکرامات کا صدور ان کے عالم آب وگل سے رخصت ہونے اور ان کے ابدان شریفہ سے حلولی تعلق ختم ہونے کے بعد بھی یہ خوارق عادت اور غیر معمولی افعال واعمال ان سے صادر ہو سکتے ہیں بلکہ ہوتے رہتے ہیں جیسے کہ قاضی بیضاوی، امام رازی، علامہ آلوسی، علامہ اسماعیل اور شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی نے فالـمـدبـرات امرا کے تحت تصریح فرمائی ہے اور حضرت شاہ ولی اللہ نے حجۃ اللہ البالغہ میں ان محبوبان خداوند تعالیٰ کے ملاء اعلیٰ میں شامل ہو کر کائنات میں تدبیر وتصرف کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ماذون و مامور ہونے کی تصریح فرمائی ہے لہذا زندہ نبی وولی اور فوت شدہ کے درمیان استمداد واستعانت کے لحاظ سے فرق کرنے کا بھی کوئی جواز نہیں ہے۔

لہذا وحدۃ الوجود کی آڑ میں اور اللہ تعالیٰ کے عباد اور ان کے افعال کے خالق ہونے کی آڑ میں عوام کو بھی اس مصلوب شخص کی طرح مجبور اور بے بس نہیں سمجھا جا سکتا چہ جائیکہ خواص اور اخص الخواص کو جو مدبرین کائنات اور کارکنان قضا وقدر ہوتے ہیں۔

نوٹ: اس مسئلہ پر سیر حاصل بحث ہم نے جلاء الصدور اور گلشن توحید ورسالت میں کردی ہے وہاں ملاحظہ فرمائیں۔

هذا ماعندی والله ورسوله اعلم. وآخر دعوانا ان الحمدلله رب العالمين وصلى الله علىٰ رسوله وحبيبه ومحبوبه محمد وآله وصحبه اجمعين والتابعين لهم بالاحسان الى يوم الدين

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا

کتاب ہذا اشاعت دوم کی پرنٹنگ کے لئے پریس میں جا چکی تھی تو پتہ چلا کہ اس کا جواب چھپ گیا ہے۔ سن کر خوشی ہوئی کہ چلو انتظار کی مصیبت سے جان چھوٹی، پریشانی ختم ہوئی اور کفر ٹوٹا خدا خدا کرکے۔ مگر جب اسے دیکھا تو مایوسی ہوئی کہ یہ وہی شاہکار ہے جس کا اتنا شور اور اس قدر انتظار تھا۔ حضور والا! اگر اس کا نام جواب ہے تو یہ ایک ہفتے کی مار ہے، سات دنوں میں ایسا جواب لکھا جاسکتا ہے جس پہ جناب نے سات ماہ لگا دیئے۔ اب اس کا جواب ان شاء اللہ بہت جلد آجائے گا (بلکہ راقم نے تقریباً لکھ لیا ہے) جو تاخیر ہوگی وہ پرنٹنگ وغیرہ میں ہوگی۔ ہمارے پاس اتنے ذرائع وسائل نہیں جتنے کہ آپ کے پاس ہیں ورنہ یہ کام کوئی مشکل اور اتنا بڑا نہیں ہے۔ آپ کی یہ کتاب کیا ہے؟ پلندہ الزامات اور مجموعۂ تضادات، جس میں بہتانات اور غلط بیانیوں کے سوا اور کیا ہے؟ الا ماشاء اللہ۔ اس کے جواب کے لئے اسی میں اتنا مواد اور سامان موجود ہے کہ کوئی اور کتاب دیکھنے کی ضرورت اور حاجت ہی نہیں۔ آپ کا یہ جواب تو ''تیلی رے تیلی'' والی بات ہے۔ جیسے کوئی جاٹ، کھاٹ اٹھائے جارہا تھا راستے میں اسے ایک تیلی ملا جو اسے دیکھ کر کہنے لگا جاٹ رے جاٹ تیرے سر پہ کھاٹ۔ جاٹ کو یہ سن کر غصہ آیا اور کہنے لگا تیلی رے تیلی سر پر کوہلو۔ ساتھ گزرنے والے ایک شخص نے کہا کہ صاحب آپ کا مصرع ٹھیک طرح سے نہیں بیٹھا۔ جاٹ نے کہا مصرع ٹھیک بیٹھے یا نہ، بوجھ تلے دبے اور مرے گا تو سہی۔ آپ کے اس مجموعۂ کلام میں جگہ جگہ اسی طرح کا معاملہ نظر آتا ہے۔ یہ جناب نے شاید خود بھی محسوس کرلیا ہے اور بقول خود اسے ''جواب آں غزل'' کے طور پر لکھا ہے۔ باقی باتیں کتاب میں ہونگی یہاں اتنی جگہ اور گنجائش نہیں۔ یہاں صرف اور صرف اس قدر گزارش ہے کہ آپ کی طرف مقالہ بصورت مکتوب بھیجے ہوئے ایک سال ہوگیا جس کا آپ نے کوئی جواب نہ دیا بلکہ دو لفظ لکھ کر اطلاع دینے کی زحمت بھی گوارہ نہ کی کہ خط یا مقالہ مل گیا ہے جس پر غور کریں گے یا بعد میں جواب دیں گے وغیرہ۔ جبکہ اصولاً ''اعانت و استعانت.....'' میں اس کا جواب آجانا چاہیئے تھا۔ مگر شاید آپ کا مقصد احقاق حق نہیں کچھ اور ہے۔ آپ نے

صرف اس قدر گوہر افشانی پر اکتفا فرمایا: ''شرک کے بھوت نے زمانہ حال کے ایک محترم مناظر اور شیخ الحدیث کے سر پر ڈیرہ جمایا اور بستر لگایا......''۔ پھر کتاب ''ازالۃ الریب کو چھپے سات ماہ ہوگئے جس میں آپ کو مناظرے کا چیلنج بھی موجود ہے جسے آپ بالکل ہی پی گئے اور بغیر ڈکار کے ہضم فرما گئے جبکہ چاہئیے تھا کہ آپ اس کا کوئی جواب دیتے یا اطلاع ہی دیتے۔ پھر آپ نے اپنے مجموعۂ کلام (لطمۃ الغیب) میں چیلنج کو اس طرح سے قبول نہیں کیا جس طرح کہ یہ دیا گیا تھا شاید آپ کو اپنی غلطی کا احساس ہوگیا اور اپنی کمزوری کا پتہ چل گیا ہو۔ اسی لئے آپ نے ایک دوسرے موضوع پر مناظرے کا چیلنج دے دیا جس کا (بقول آپ کے بھی) اصل موضوع سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔ اور اس میں جن دو عظیم شخصیات کو ثالث اور حکم تسلیم کیا انہیں اصل متنازعہ فیہ موضوع میں ثالث ہونے کے لئے کہا گیا تھا۔ اور پھر آپ نے اصل موضوع کو بھی تھوڑا سا بدل کر اس میں ان حضرات کو ثالث یا حکم نہیں بلکہ اس کے لئے اہلسنت کا ایک بورڈ بٹھانے کے لئے کہا۔ لیکن آپ نے اس میں جو تبدیلی کی ہے اس طرح بھی **آپ کا چیلنج قبول ہے** آئیں۔ حضرت علامہ سیالوی صاحب کی جس عبارت پر آپ نے گرفت فرما کر اسے کفریہ و شرکیہ عنوان دیا ہے وہ، اور آپ کی وہ عبارت جس پر علامہ سیالوی صاحب نے گرفت کرتے ہوئے فرمایا کہ جناب نے اللہ کے مقبول بندوں (نیک ہستیوں) کو سولی چڑھے آدمی کی طرح قرار دیا ہے۔ ان دونوں عبارتوں کو علماء کرام کے سامنے رکھتے اور ان پر گفتگو کر لیتے ہیں۔ اب براہ کرم چیلنج بازی چھوڑ کر اسے عملی جامہ پہنائیں۔ آپ نے کئی چیلنج کئے اور آپ کو بھی کئی چیلنج دیئے گئے اور دونوں طرف سے ایک دوسرے کے چیلنجز قبول بھی کئے گئے مگر نتیجہ کچھ بھی نہ نکلا اور معاملہ جوں کا توں رہا۔ چیلنج کرنا جناب کا مشغلہ اور وطیرہ، بلکہ جناب کی عادت ثانیہ مبارکہ بن چکی ہے۔ ایک بات یاد رہے کہ آپ چیلنج کر کے ادھر ادھر ہوجاتے ہیں اور (اگر ایسا موقع آنے لگے تو) کسی اور کو آگے کر دیتے ہیں۔ ایسا نہیں ہوگا کوئی نمائندہ وغیرہ ہرگز قابل قبول نہ ہوگا۔ جناب کو خود ہی یہ زحمت گوارا کرنا ہوگی۔ ہم نہیں جانتے کہ ''نامہ بر کیا بلا ہے صبا کون ہے؟''۔ ہم صرف اور صرف جناب کو جانتے ہیں۔ اس چیلنج کی قبولت کا اس کی اشاعت سے دس دن تک انتظار رہے گا۔ اس کے بعد آپ کی شکست تصور کی جائے گی لہٰذا اس کی اشاعت سے دس دن (کے اندر) تک بذریعہ اشتہار مطلع فرمادیں۔

انتظار رہے گا۔

حضرت قبلہ شیخ الحدیث علامہ سیالوی مدظلہ العالی کی دیگر تصانیف

کوثر الخیرات

1۔ سورۃ کوثر کی عمدہ تفسیر۔ حضور نبی کریم ﷺ کے اوصاف وکمالات پر لاجواب کتاب

2۔ تنبیہہ الغفول فی نداء الرسول

حضور ﷺ کی بارگاہ اقدس میں استدعا کرنے پر مدلل ومکمل کتاب

3۔ جلاء الصدور فی سماع اہل القبور

حیات انبیاء واولیاء اور ان کے سماع پر عمدہ تحقیق اور منکرین حیات وسماع بالخصوص نیلوی شاہ صاحب کی کتاب شفاء الصدور کا رد بلیغ

4۔ مناظرہ جھنگ

جھنگ کے قریب گستاخانہ عبارات پر ہونے والے بینظیر ولاجواب مناظرے کی مکمل روداد۔

5۔ تحفہ حسینہ جلد اول، دوم، سوم

اہل تشیع سے اختلافی مسائل پر بے مثال تحقیق اور محمد حسین ڈھکو کی کتاب تنزیہہ الامامیہ کا رد۔

6۔ گلشن توحید ورسالت جلد اول ودوم

مسئلہ توحید وشرک اور امداد واستمداد پر بہترین تحقیق ایک مکمل مدلل کتاب نیز سرفراز صاحب گکھڑوی کی کتاب گلدستہ توحید کا محققانہ رد

7۔ تنویر الابصار نور النبی المختار

نورانیت مصطفی ﷺ پر عمدہ اور لاجواب تحقیق

8۔ اسلام اور متعہ

مولوی محمد حسین صاحب ڈھکو کی کتاب کا جواب

9۔ انبیاء سابقین اور بشارت سید المرسلین ﷺ

10۔ دی ہولی بائیبل اور شان انبیاء میں گستاخیاں۔